نایاب

عرش صہبائی

نایاب

عرش صہبائی

کتاب کا نام	:	نایاب
شاعر	:	عرش صہبائی
سال اشاعت	:	2004ء
تعداد	:	500
قیمت	:	Rs.150
کمپیوٹر کمپوزِنگ	:	رِنکو کول(2595136)

کتاب ملنے کا پتہ:

۱۔ کِتاب گھر مولانا آزاد روڑ سرینگر رکنال روڑ جموں۔
۲۔ گُلشن پبلشرز۔ رِیگل چوک سرینگر، کشمیر۔
۳۔ "ستی سر" دُوردرشن گیٹ لین، جانی پور، جموں 180007۔
۴۔ بزمِ اُردو ادب۔ 53 ریشم گھر کالونی۔ جموں 180001۔

اِنتساب



اُردو، ہندی اور کشمیری کے نامور شاعِر

پیارے ہتاشؔ

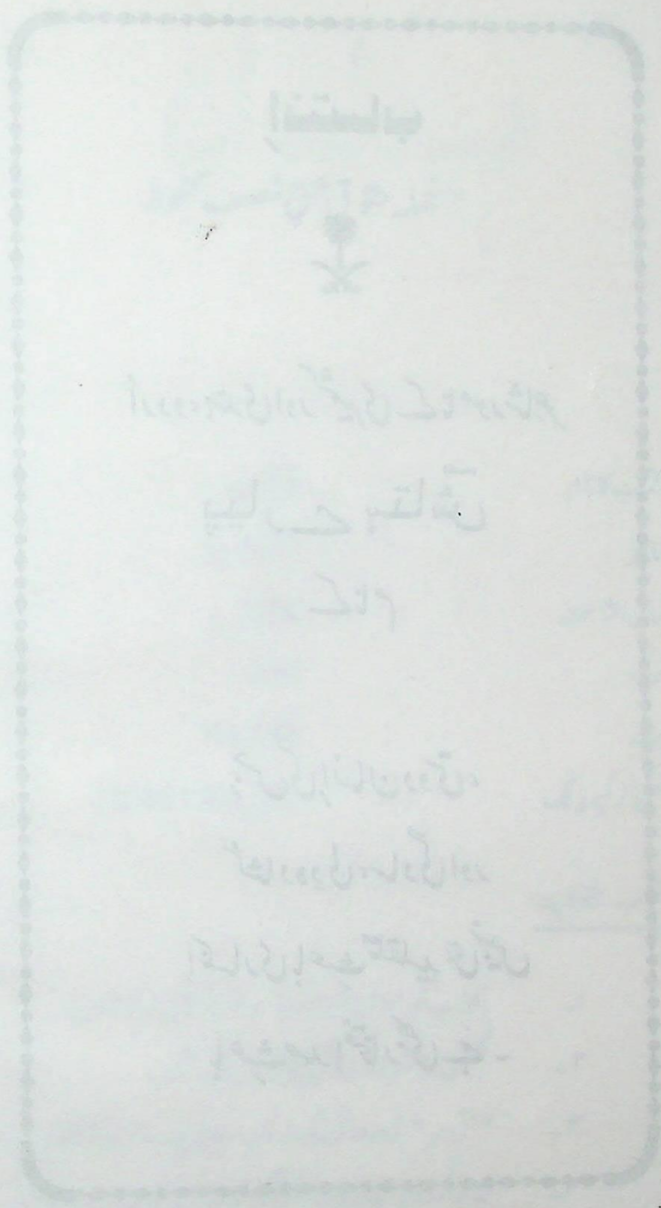
کے نام

جس کی اِنسان دوستی،

کُشادہ دِلی، سادگی اور

اِنکساری باعثِ تقلید ہی نہیں

باعثِ صد اِفتخار بھی ہے۔



ایک شخصیت۔ ایک اِدارہ

ریاست جموں و کشمیر میں جب شعرو ادب خصوصاً اُردو شاعری کے حوالے سے بات کی جائے تو عرش صہبائی کا ذِکر نا گزیر ہو جاتا ہے۔ سرِ زمینِ جموّں نے شہنشاہِ ترنّم کندن لعل سہگل سے لیکر قدرُت اللہ شہاب تک نہ جانے کِن کِن علمی و ادبی شخصیات کو جنم دیا۔ اِسی زرخیز مٹّی کی پیداوار نامور شاعر و ادیب عرش صہبائی بھی ہیں۔ میری طرح عرشؔ صہبائی کے زیادہ تر مدّاح اِنہیں یُو۔ پی یا دہلی کا شاعر سمجھ کر پڑھتے ہَیں۔ عرشؔ صاحب سے غائبانہ تعارُف ایک عرصہ سے تھا تاہم ذاتی تعارُف ڈوڈہ میں ہُوا جب آپ ایک مُشاعرہ کے سلسلے میں یہاں تشریف لائے۔ اِس مُلاقات میں یہ پتہ چلا کہ عرشؔ صاحب جن کو مَیں بڑی دیر سے پڑھ رہا ہُوں ہندوستان کی کِسی دوُسری ریاست کے نہیں بلکہ جموّں کے رہنے

والے ہیں ۔ ڈوڈہ میں موصوف نے مجھے میزبانی کا شرف دیکر گویا ذرے کو آفتاب کر دیا۔ عرشؔ صہبائی کی پہچان بر صغیر میں بطور اُردو شاعر دیر سے ہو چکی ہے ۔ اور اُن کے سات شعری مجموعے منظرِ عام پر آچکے ہیں ۔

عرشؔ صہبائی نے سماج میں چھپی ہوئی تلخیوں، سختیوں اور بے راہ روی کو زبان دے کر ایک لازوال پیغام دیا ہے۔ اُن کی شاعری بامعنی اور فکر انگیز ہے ۔ فنّی اسلوب کی گرفت کے ساتھ ساتھ عرشؔ صاحب کی شاعری کا اچھوتا پہلو یہ ہے کہ انتہائی آسان اور سلیس زبان کا استعمال کیا گیا ہے جس سے اُن کی شاعری عام اور مُجھ جیسے نیم خواندہ قاری کے دل میں بھی اُتر جاتی ہے ۔ جناب عرشؔ صہبائی نے اُردو غزل کو نئی وستوں سے ہمکنار کر کے اُردو شاعری میں گراں قدر اضافہ کیا ہے ۔ عرش ایک ایسے شاعر ہیں جنہوں نے روائیت سے ہٹ کر اُردو غزل کو نئے اسلوب دیئے اور بقول شررؔ فتحپوری "عرشؔ صاحب اپنے اسلوب کے واحد تخلیق کار ہیں ۔" حالات پر گہری نظر رکھتے ہوئے انسانی کرب اور بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے آپ ایک ایسے ترقّی پسند شاعر ہیں جن کی بے باکی دل کو چھو جاتی ہے۔

عرشؔ صاحب ایک چلتے پھرتے ادبی ادارے سے کم نہیں۔ کولکتہ سے لے کر سرینگر تک مشاعروں اور شعر و ادب کی محفلوں میں اُن کی شمولیت اس بات کا بیَن ثبُوت ہے کہ اُن کی زِندگی اُردو ادب کے لئے وقف ہےَ۔

مُلاقات کے دوران عرشؔ صاحب کی بہُت سی خوبیوُں اور خصوصاً اُن کے طنز و مزاح سے واقفیت حاصل ہُوئی۔ گھنٹوں بیٹھ کر بھی تشنگی کا احساس ہوتا رہا۔ حافظے اور برجستگی کا یہ عالم کہ بات بات پر لطیفہ اور برمحل اشعار۔ موصوُف نے مُجھے ایک اچھّا سامع قرار دے کر مزید مُلاّقاتوں کا وعدہ کیا جس کے لئے مَیں اُن کا شُکر گُزار ہُوں۔

مِیر امتیاز حُسین

ایڈووکیٹ

ڈوڈہ (جموں و کشمیر)



عرشؔ صہبائی : زندگی کا نبّاض

عرشؔ کی نظر زندگی کے ہر پہلو پر ہے۔ اُس کی کہنہ مشقی و پُختہ کاری اور بات کہنے کا ڈھنگ اُس کے اشعار کو پُر اثر بنا دیتا ہے۔

زندگی کے مختلف رنگ، اِن سے پیدا ہونے والے دلِ شاعر کے احساسات، ردِّعمل اور شاعر کی اپنی مجبُوریاں ان اشعار اور اس کے دیگر مجموعوں، شکستِ جام، شگفتِ گُل، صلیب، اسلُوب، اساس اور ریزہ ریزہ وجُود (غزلوں کے مجموعے) میں محسوس کئے جا سکتے ہَیں۔ عرش کے ہاں ہر رنگ نکھر کر سامنے آتا ہے۔ وہ غم ہو، محبت ہو، مَصرُوفیت ہو، پریشانی ہو، جُمُود کا احساس ہو کہ تسلسل اور روانی کی چاپ، انقلاب کی آہٹ ہو کہ نااُمیدی و مایوسی کا سنّاٹا، عرشؔ پُوری سچّائی اور ایمانداری سے اِن سے پردہ کشائی کرتا ہے اُس نے زندگی کو ایک متحرّک، مجسّم، تبسّم، معتبر

اکائی کے روپ میں پیش کیا ہے ۔ایسا لگتا ہے کہ عرش نے زندگی سے عشق کیا ہے یہی کمبخت اِس کی محبوبہ ہے اس کا ہر رنگ اس نے دیکھا ہے زندگی نے اِسے چرکے بھی دیے ہیں اور جھٹکے بھی، روشنی بھی دی ہے اور اندھیرا بھی، اپنے حُسن کا جادو بھی جگایا ہے اور اپنی کثافت کا شکار بھی، لطافت سے اس کی جھولی بھی بھری ہے اور تلخیاں بھی دی ہیں ۔عرش نے اس کے ہر غمزہ، ماہر ادا، ہر وار کو برداشت کیا ہے لیکن اس سے اپنے عشق میں کمی نہیں آنے دی۔

شرون کُمار ورما



ترتیب :

ڈاکٹر ڈی۔آر۔وِج دیو

ایک ندّی ہُوں نہیں کم یہ مُقدّر میرا
راستہ دیکھتا رہتا ہے سُمندر میرا

عرشؔ صہبائی



یُوں ہو طُوفاں سے ہمکنار کبھی
ناوٗ گرداب میں اُتار کبھی

وُہ بھی رہتا تھا بے قرار کبھی
ہم بھی تھے محوِ انتظار کبھی

ایک چہرے پہ دُوسرا چہرہ
یہ لبادہ مگر اُتار کبھی

آج حق گوئی کا صِلہ یہ ہے
سنگ ساری کبھی ہے دار کبھی

کبھی منزل کا شائبہ اِس پر
زِندگی راہ کا غُبارہ کبھی

تُم سے مِل کر سکُون ہے کِتنا
ذہن و دل میں تھا اِنتشار کبھی

کُچھ تو ہو گا اُفق کے اُس جانب
آ چلیں سرحدوں کے پار کبھی

کیا ہُوا جو خزاں کی زد میں ہے
دل کی دُنیا تھی پُر بہار کبھی

زندگی سے فریب کھاؤ گے
اِس پہ کرنا نہ اعتبار کبھی

اَیسا لگتا ہے بات گُل کی ہے
ہم کو دل پہ تھا اختیار کبھی

وُہ بھی آئے گا حسبِ وعدہ عرشؔ
تُو بھی دل سے اُسے پُکار کبھی



ہَر سِتم پَر ہے پشیماں سا سِتم گر میرا
وُہ سمجھتا تھا بکھر جائے گا پیکر میرا

ایک ندّی ہُوں نہیں کم یہ مُقدّر میرا
راستہ دیکھتا رہتا ہے سمندر میرا

یُوں تو کہنے کو چمن پر مِرا حق ہے لیکن
خاروخس ہی نہ چمن کے نہ گُلِ تر میرا

زِندگی جب سے تری چشمِ کرم ہے مجھ پر
غم و آلام سے محرُوم نہیں گھر میرا

باوجود اِس کے تردّد میں یقیں رکھتا ہُوں
مُجھ کو معلُوم ہے جو بھی ہے مقدّر میرا

اک نئے دَور کو آواز لگائی جب بھی
خَیر مقدم کیا حالات نے اکثر میرا

نکتہ چیں سب تھے مری ذات پہ حسبِ توفیق
ذکر ہوتا رہا محفل میں برابر میرا

میری پہچان الگ ہو یہ کہاں ممکن ہے
جذب جب آپ کے پیکر میں ہے پیکر میرا

اِتنا پُوچھا تھا فقط کِس نے جلائی بستی
جُرم ثابت ہُوا اِس پر یہ سرا سر میرا

رقصِ بادہ بھی ہے اَور جوش پہ ہے محفِل بھی
پھر بھی خالی ہے بڑی دیر سے ساغر میرا

کِتنی مُدّت سے پڑا راہ میں اک پتھّر ہُوں
جی میں ہے کوئی تراشے کبھی پیکر میرا

لغزشیں اور بھی سرزد ہُوئیں مُجھ سے اے عرشؔ
یہ خطا بھی ہے کبھی جھک نہ سکا سر میرا



جو حق کی پوچھئے یہ اُس نظر کا ہے اعجاز
دلِ حزیں کا ہر اِک زخم ہے تبسّم ساز

مِلی جو تجُھ سے تو معنی بدل گئے اِس کے
میرا خیال تھا یہ زندگی ہے سوز و ساز

وُہ ایک شخص جو معصوم بھی ہے سادہ بھی
وُہ ایک شخص حقیقت میں ہے زمانہ ساز

اِسے سمجھنا کسی طرح بھی نہیں آساں
یہ زندگی ہے کہ جیسے ہو غیب کی آواز

جو دیکھتا ہُوں تو ہر اک جگہ ہَے تُو موجُود
تیرا خیال بھی ہَے کسقدر کرشمہ ساز

فریب و مکر کی دُنیا سے دُور رہتا ہُوں
یہی ہے میری عبادت یہی ہَے میری نماز

نظامِ زِندگی شاید بدلنے والا ہَے
خلا کی وُسعتوں میں گُونجتی ہے اک آواز

رَواں دَواں ہُوں رِہ حق پہ اپنی دھُن میں عرشؔ
نہ کوئی ہم سفر میرا نہ کوئی ہم آواز



ہر کوئی شہر میں بے نام ونشاں رہتا ہے

کِس کو معلوم ہَے یہ کون کہاں رہتا ہَے

مُجھ کو تو یاد نہیں اُس کو کبھی دیکھا ہو

کِس کا یہ نام ہَے جو وردِ زباں رہتا ہَے

ہَر عرُوج اِس کا گُزرتا ہُوا موسم ٹھہرا

دل اِنساں میں یہ احساس کہاں رہتا ہَے

دَیر و کعبہ میں تلاش اُس کی سراسَر بے سُود

وُہ تو ہر لمحہ قریبِ رگِ جاں رہتا ہَے

اِس حقیقت سے ہَم انکار نہیں کر سکتے
وُہ نہاں ہو کے بھی دُنیا میں عیاں رہتا ہَے

سَرد مہری ہو کہ اَندازِ تغافُل اُس کا
واقعہ کوئی بھی ہو دل پہ گراں رہتا ہَے

حادثوں کو نہیں توفِیق اِسے روک سکیں
دل کے جذبات کا دریا ہَے رواں رہتا ہَے

دل میں اک ترکِ تعلّق پہ بھی ہَے یاد اُس کی
زخم مِٹ جائے مگر اُس کا نشاں رہتا ہَے

حال کس درجہ بھی خُوش رنگ ہو لیکن اے عرشؔ
اِس میں شامل غمِ ماضی کا دھُواں رہتا ہَے



جو سکوں بخشے محبّت کی ادا بن کر گزر
جس سے ہو کافورِ ظلمت وُہ ضیا بَن کر گزر

آرزو کی ہر کلی کب سے ہے محوِ انتظار
دل کے گلشن سے کبھی بادِ صبا بن کر گزر

حق تو یہ ہے میکدے میں کب سے تشنہ کام ہُوں
شام کا ہنگام ہے کالی گھٹا بن کر گزر

زندگی کی راہ میں سب سے الگ پہچان ہو
بے وفاؤں کے نگر سے باوفا بن کر گزر

اور بڑھ جائے گا کچھ میری عبادت کا وقار
میری بستی سے کبھی میرا خُدا بن کر گزر

دیکھ اس کے بعد کیا ہو اِرتقائے زندگی
مُشکلوں سے زندگی کا مدعاّ بن کر گزر

رفتہ رفتہ بھُولتا جاتا ہُوں سارے واقعات
یہ تمنّا ہے کہ ماضی کی صَدا بن کر گزر

بارِ خاطر ہَیں بہُت یہ درمیاں کی دوُریاں
جذب ہو جاؤں مَیں جس میں وُہ ادا بن کر گزر

سوچتا ہُوں عرشؔ جب بھی اُس کا ہو گا سامنا
کیا کہوُں گا توُ مِری دُنیا سے کیا بن کر گزر



غموں کے کارواں کچھ اور بھی ہیں
وفا کے امتحاں کچھ اُور بھی ہیں

جو دل کے راز پوشیدہ ہیں دل میں
نگاہوں سے عیاں کچھ اور بھی ہیں

چلو کھل کر کریں شکوے گلے ہم
دِلوں میں تلخیاں کچھ اُور بھی ہیں

نہیں اک خیر مقدم کو حوادِث
ہمارے قدرداں کچھ اُور بھی ہیں

اِنہیں بھی یاد رکھنا رہنماؤ
شریکِ کارواں کُچھ اور بھی ہَیں

وطن کے ذّرے ذّرے سے ہے ظاہر
ستارے ضَو فشاں کُچھ اور بھی ہَیں

نہ کر محدُود اِخلاص و وفا کو
یہ جذبے بیکراں کُچھ اور بھی ہَیں

اُنہیں شِدّت سے چاہا عرش جَب سے
وُہ ہم سے بدگُماں کُچھ اور بھی ہَیں



رسُوماتِ کہُن جو توڑتے ہیں
وُہی حالات کا رُخ موڑتے ہیں

سفینہ پار اُترے گا یقیناً
یہ دھارے کِس لئے سَر پھوڑتے ہیں

وُہ بَن جاتا ہے خُود اَپنا سہارا
جِسے وُہ بے سہارا چھوڑتے ہیں

رہیں محفُوظ الزامِ وفا سے
وُہ اِس مقصد سے وعدے توڑتے ہیں

نہیں معلُوم خُود سر زندگی کو
کہاں لا کر حوادِث چھوڑتے ہَیں

رَمُوزِ زندگی ظاہر ہَیں اُن پر
وہ سڑکوں پر جو پتّھر توڑتے ہَیں

محبّت سے اَدا ہوتے ہیں جو بھی
وُہ دو جُملے دِلوں کو جوڑتے ہَیں

وہیں سے مسئلے ہوتے ہَیں پَیدا
جہاں ہم دل کو تنہا چھوڑتے ہَیں

مصائب سے اُلجھ کر عرشؔ اکثر
غرورِ زندگی ہم توڑتے ہَیں



کِس کا خدشہ ہَے کس سے ڈرتے ہو
بات جو مختصر سی کرتے ہو

مشَورہ بھی کبھی ضروری ہَے
جی میں آئے جو کر گزرتے ہو

اِک حقیقت ہَے زندگی جس میں
تُم تخیّل کا رنگ بھرتے ہو

کَون برسوں سے آنے والا ہَے
کِس کا تُم انتظار کرتے ہو

آخر اِس کا کوئی سبب ہو گا
کِس لئے ٹُوٹ کر بکھرتے ہو

تم بھی ہو اِختلاف کا باعث
صرف اِلزام مُجھ پہ دھرتے ہو

کیوں چڑھاتے ہو رنگ مذہب کا
کیوں دِلوں میں یہ زہر بھرتے ہو

اُس کو احساس بھی ہے کیا اِس کا
تُم دل وجاں سے جس پہ مرتے ہو

ہَر کِسی سے فریب کھا کر عرشؔ
ہر کس پر یقین کرتے ہو



آج کے دور کی ہر بات جُدا ہوتی ہے
حق کی آواز بھی صحرا کی صدا ہوتی ہے

ہم سفر میرے اسی تاک میں رہتے ہیں مُدام
دیکھتے ہیں کہ کہاں لغزشِ پا ہوتی ہے

زندگی دیکھنے میں گو بڑی معصُوم سہی
ہر ادا اِس کی قیامت کی ادا ہوتی ہے

یہی جمہُوریت اپنی یہی انداز اِس کا
کِس کو مِلتی ہے سزا کِس کی خطا ہوتی ہے

اِس میں ہر ایک قدم سوچ سمجھ کر رکھنا
زہر آلودُہ زمانے کی فضَا ہوتی ہے

صُبح دَم جب مَیں گزرتا ہُوں گُلستاں سے کبھی
خَیر مقدم کے لئے بادِ صبا ہوتی ہے

بات جو اہلِ سیاست پہ گُزرتی ہے گراں
اَیسے ہَر جُرم کی سنگین سَزا ہوتی ہے

دِل کی ہر آرزو تبدیل ہے اَب حسَرت میں
آخری رسم محبّت کی ادا ہوتی ہے

میرے اشعار میں سَو خامیاں ہوں گی اے عرشؔ
میں بھی انسان ہُوں اِنساں سے خطا ہوتی ہے



دلِ بے تاب کو تسکین بہم ہو تو سہی
ہَم پہ مائل کبھی وُہ چشمِ کرم ہو تو سہی

ہم پہ گُزری ہے جو ہَم اُس کو بیاں بھی کر دیں
دل پہ جو خوف سا طاری ہے وُہ کم ہو تو سہی

ہَم سے بچھڑے ہَیں جو اِک بار کریں اُن کی تلاش
رہِ ہستی پہ کوئی نقشِ قدم ہو تو سہی

ہم نہیں منفی خیالات کے قائل لیکن
ہم ستم خُوردہ ہَیں احساس یہ کم ہو تو سہی

☆

اُس کو معلوم ہو کیا غم کی خلش ہوتی ہے
وُہ کبھی زندگی میں کُشتہ غم ہو تو سہی

ہَم بھی تسلیم کریں آپ کا ہَے کوئی اُصُول
مُستقِل طوَر پر یہ مشقِ ستم ہو تو سہی

ہَم خیال اپنا بَنا لوں گا یقیناً مَیں اُسے
ہَم سفر وُہ مِرا دوچار قدم ہو تو سہی

عرشؔ نا سازئی حالات کا ماتم کر لُوں
حاصل اتنی بھی مجھےُ فرصتِ غم ہو تو سہی



جتنے بھی اِشارے ہَیں جنُوں ساز رہے ہَیں
اُس مست نظر کے کئی اعجاز رہے ہَیں

دُنیا کو سَلیقے سے سنوارا ہے اُنھوں نے
ماضی میں جو اک گُم شُدہ آواز رہے ہَیں

اک ہم رہے محرُوم فقط لطُف و کرم سے
اَب کِس سے کہیں اُس کے جو انداز رہے ہَیں

لہروں کی طرح دُور تک پھیلے ہَیں فضا میں
ہم زندگی کے ساز کی آواز رہے ہَیں

اِس واسطے بھی اِن سے ہَے اک دائمی رشتہ
آنکھوں کے یہ آنسو مِرے ہمراز رہے ہَیں

جس نے نئے کِردار تراشے ہَیں جہاں میں
ہم اَیسے ہر افسانے کا آغاز رہے ہَیں

کُچھ اور بھی باتوں کا مَیں ممنُونِ کرم ہُوں
غم بھی مرے حالات کے غمّاز رہے ہَیں

جَب جَب بھی غلط کو ہَے کہا ہم نے غلط عرشؔ
اَیسے میں ہم اپنے ہی ہم آواز رہے ہَیں



یہ دیکھا ہے غلط فہمی کا جب آغاز ہوتا ہے
دِلوں میں کوئی بھی جذبہ ہو فتنہ ساز ہوتا ہے

یہ دُورِ مصلحت ہے صاف گوئی اِس میں بے معنی
یہاں ہر بات کہنے کا الگ انداز ہوتا ہے

بیاں کیوں کر کریں ہم دل کے احساسات کا عالم
یہ نغمہ ریز ہونے پر بھی بے آواز ہوتا ہے

حقیقت پھر حقیقت ہے یہ مٹ سکتی نہیں ہرگز
حقیقت میں فقط آغاز ہی آغاز ہوتا ہے

☆

تری رحمت کے اِس انداز پر قُربان جائیں ہم
جو اس کے مستحق ہَیں اُن پہ یہ در باز ہوتا ہَے

نظر آتا نہیں نغماتِ ہستی چھیڑنے والا
مگر کوئی نہ کوئی صاحبِ آواز ہوتا ہَے

کرم کرتا ہَے جب وُہ اس کی کوئی حد نہیں رہتی
سِتم ہوتا ہَے جب بھی اُس کا بے انداز ہوتا ہَے

بشر کی رُوح کا ہَے فلسفہ اے عرشؔ پیچیدہ
کبھی ظاہر نہیں ہوتا یہ ایسا راز ہوتا ہَے



خیالوں میں کوئی جب بھی تبسّم ریز ہوتا ہَے
وُہ لمحہ زندگی کا کِتنا راحت خیز ہوتا ہَے

مزا کُچھ اور ہوتا ہَے وہاں کشتی کو کھینے کا
جہاں دریا کے پانی کا بہاؤ تیز ہوتا ہَے

جَب اہلِ انجمن ہوں منتظر اک جنُبشِ لب کے
کِسی کا اس پہ چُپ رہنا قیامت خیز ہوتا ہَے

نگاہِ شوق میں رعنائیاں سی رقص کرتی ہَیں
کبھی ماحول کِس درجہ فسوُں انگریز ہوتا ہَے

☆

خلا کی وُسعتوں سے بھی پَرے پرواز ہے اس کی
ذَرا سوچیں بشر کا ذہن کِتنا تیز ہوتا ہے

کبھی جذبات کو ہم کوئی بھی وقعت نہیں دیتے
کبھی جذبات کا عالم بھی محشر خیز ہوتا ہے

جنوں والوں کے دم سے ہے نظامِ زندگی قائم
جنوں والوں پہ ہر کوئی تبسّم ریز ہوتا ہے

یہ میرا تُجربہ ہے عرشؔ اس میں ہے یقیں میرا
کہ دل ہو صاف جس کا ذہن بھی زرخیز ہوتا ہے



دلِ حزیں کو کبھی حوصلہ دِیا بھی نہیں
کِیا جو آپ نے وعدہ وفا کِیا بھی نہیں

عجیب شہرِ خموشاں ہَے آرزُوؤں کا
یہ وُہ مزار ہَیں جن پر کوئی دِیا بھی نہیں

مُجھے ہو تجربہ کیونکر فریب کاری کا
کہ ایسی راہوں پر مَیں نے سفر کِیا بھی نہیں

یہ مُعجزہ ہَے تُجھے ہم نے رُوبہ رُو پایا
ابھی زُباں سے ترا نام تک لِیا بھی نہیں

جہان والوں کو جس کی بڑی ضرورت تھی
عجیب بات ہے وُہ دیر تک جِیا بھی نہیں

ابھی سے ہو گئیں آنکھیں وُہ اشک آلوُدہ
جو دل کا حال ہے مَیں نے بیاں کِیا بھی نہیں

تُم اپنے ساتھ کئی زخم تازہ لائے ہو
پُرانے زخموں کو مَیں نے ابھی سِیا بھی نہیں

مَیں تُجھ سے مانگتا تُجھ کو نہ ہو سکی جُرات
یہ جُرم وُہ ہے جو مَیں نے کبھی کِیا بھی نہیں

مَیں جانتا ہُوں کہ تُجھ کو سکون ملتا ہے
اِسی خیال سے یہ زخمِ دل سِیا بھی نہیں

گِلہ کرُوں بھی تو کِس بات کا کرُوں اے عرشؔ
حِساب اُس کی جفا کا کبھی کِیا بھی نہیں



کبھی سکُون کی نِکلے گی کوئی صُورت کیا؟
غمِ حیات سے مِل پائے گی فراغت کیا؟

سِوائے حسرتوں کے کُچھ نہیں ہے اَب باقی
یہ زندگی ہے شکستہ سی اک عمارت کیا؟

بڑا کرم ہے جو تُم دل میں یاد رکھتے ہو
نِکل سکے گی مُلاقات کی بھی صُورت کیا؟

☆

گزرنا ہوگا بڑے دل شکن مراحل سے
خلوص دِل کی چُکانا پڑے گی قیمت کیا؟

جو کھوئے کھوئے سے رہتے ہو تُم خیالوں میں
بسی ہُوئی ہے نگاہوں میں کوئی صُورت کیا؟

مِرے وطن میں سلامت ہَیں جب سیاست دان
مِرے وطن سے کبھی مِٹ سکے گی غرُبت کیا؟

اگرچہ دیکھنے میں پُر کشش ہَیں چہرے عرشؔ
ملیں گے زندگی میں لوگ نیک سیرت کیا؟



اِس کا جو نقشِ قدم ہَے مُعتبر کب تک رہے
دیکھئے یہ زندگی گرمِ سفر کب تک رہے

ایک سا موسم رہے قائم ضرُوری تو نہیں
مائلِ لطُف و کرم اُس کی نظر کب تک رہے

کوئی بھی صُورت ہو لیکن اس کی کوئی حد بھی ہے
مُشکلوں میں زندگی سینہ سپِر کب تک رہے

دیکھتے ہَیں ہم کہ کب تک زندگی آتی ہے راس
ناموافق گردشِ شام وسحر کب تک رہے

اُس کا کب ہوگا گزر یہ سوچتا ہُوں بارہا
اِس طرح ویران دل کی رہگذر کب تک رہے

دُور تک پھیلی ہیں کِس کے حُسن کی رعنائیاں
یہ حسیں منظر مگر پیشِ نظر کب تک رہے

بند کرلُوں دل کے دروازے کو دستک دے جو غم
پھر خیال آتا ہے کوئی در بہ در کب تک رہے

اِس سے بہتر ہے کہ مَیں ہی مان لُوں اپنی شکست
مضمحل سی گردشِ شام و سحر کب تک رہے

دل غموں کی سنگ باری کے نشانے پر ہے عرشؔ
دیکھئے محفُوظ یہ شیشے کا گھر کب تک رہے



اُس کی ہر اک بات بے جا تھی مگر سُنتے رہے
اہلِ محفل مصلحت سے اِس پہ سَر دُھنتے رہے

لائیں منزل تک جو ہم وُہ راستے چُنتے رہے
تانے بانے زندہ رہنے کے لئے بُنتے رہے

گُلستاں کی آبرُو کا ہم کو کِتنا پاس تھا
پھول کیا کانٹوں کو بھی پلکوں سے ہم چُنتے رہے

تیرے دیوانوں کو غم سے یا خُوشی سے کیا غرض
زندگی! تیرے ہر اک نغمے پہ سر دُھنتے رہے

کہہ نہیں سکتے کہ کِس لمحہ ہمیں نیند آ گئی
زندگی کی داستاں ہم دیر تک سُنتے رہے

کر نہ پائے ہم کسی بھی بات پر کُچھ اعتراض
اپنی مجبُوری کہ اُس نے جو کہا سُنتے رہے

عرشؔ ہر تعبیر اُن کی تلخ تر ثابت ہُوئی
زندگی بھر جو بھی شیریں خواب ہم بُنتے رہے



جب یہ اخلاص و وفا کی راہ سے ہَٹ جائے گا
دیکھنا اِنسان اپنے آپ سے کٹ جائے گا

دل کو ہے گھیرے ہُوئے غم کا ہجُومِ بیکراں
دفعتاً اک روز یہ آتش فشاں پھٹ جائے گا

وقت کٹ جائے گا لیکن بات رہ جائے گی یاد
آج کا منظر بھی نظروں سے کبھی ہَٹ جائے گا

مجھ کو یہ معلوم ہے کیونکر تھا وہ میرے خلاف
اُس کا اندازہ تھا اِس سے میرا قد گھَٹ جائے گا

☆

جب کبھی فرصت ہو اپنا گھر سمجھ کر آیئے
کھُل کے باتیں بھی کریں گے وقت بھی کَٹ جائے گا

جذبۂ عزم و عمل سے کام لے کر دیکھئے
راستے سے خود بخود کوہِ گراں ہَٹ جائے گا

جب بھی پھَیلے گی شعور و آگہی کی روشنی
زندگی سے وہم کا کہُرا ہَے جو چھَٹ جائے گا

سرنگُوں ہو جائے گا آفات کا یہ سلسلہ
آدمی جب مُشکلوں کے سامنے ڈٹ جائے گا

یہ سمجھ لینا بہُت نزدیک ہَے اُس کا زوال
عرشِ انساں مختلف خانوں میں جب بَٹ جائے گا



کسی بھی چیز کو حاصل یہاں نہیں ہے دَوام
کہ انتشار کی زد میں ہے زندگی کا نظام

نگاہِ شوق میں جب سے ہے کوئی مَستِ خرام
دل و نظر کو مُیسّر ہے اک سرُورِ دوام

میرا خلُوص ہی تھا سَدِّ راہ میرے لئے
نہیں ہے اس کے سِوا کوئی مُوردِ الزام

نہ دُوسروں کو ہو اِس سے کوئی غلط فہمی
نہ ایسے کیجئے محفل میں میرا ذِکر مُدام

ہر ایک شخص کو ہرگز نہ تُو حقیر سمجھ
ہر ایک شخص کا ہے زندگی میں اپنا مُقام

کِسی طرح کا نہیں اس پہ اختیار مُجھے
میری یہ زندگی منسُوب ہے کسی کے نام

سحر کے خوف سے رُوپوش ہوتے جاتے ہَیں
ستارے جانتے ہَیں اُن کا ہوگا جو انجام

کِسی بھی چیز میں باقی نہیں ہے کوئی کشش
نہ اَب وُہ صبح کا ہنگام ہے نہ وقتِ شاؔم

کبھی مِلے تو کوئی بات ہم کریں اُس سے
زباں پہ تذکرہ رہتا ہے جس کا صبح و شام

میرے عزیزوں میں ہَیں عرشؔ وُہ سَرِ فہرست
ہے جن کا کرشنؔ[1] تخلّص تو کرشن نندہ نام

جناب عرشؔ کے ہَیں کِتنے شعری مجموعے
"شگفتِ گُل" ہے کہیں تو کہیں "شکستِ جام"

[1] کرشن نندہ کرشنؔ (مرحُوم)



عمر بھر بھرتا نہیں یہ گھاؤ سا
زندگی ہے مُستقل بکھراؤ سا

ہر قدم پیدا ہے اک اُلجھاؤ سا
ذہن پر سوچوں کا ہے پتھراؤ سا

خیر یہ حسرت بھی پُوری ہو گئی
اُس سے ملنے کا تھا دل میں چاؤ سا

کچھ تو ٹھہرا مُختلف اُس کا مزاج
کُچھ اصُولوں کا بھی ہے ٹکراؤ سا

دُوریوں کو اب نہ وُسعت دیجئے
روکیئے صحرا کا یہ پھیلاؤ سا

اُس سے میری راہ تھی بالکل الگ
پھر بھی اُس سے ہو گیا ٹکراؤ سا

مُشکلوں سے غیر ممکن ہے نجات
چار جانب سے ہَے اک گھیراؤ سا

حُسن نے تسلیم کی اپنی شِکست
عشق سے جب بھی ہُوا ٹکراؤ سا

عرشؔ وُہ جب سے ہَے میرے رُو بہ رُو
اَب طبیعت میں ہَے کچھ ٹھہراؤ سا



وُہ ہَر لمحہ فسانہ ہو گیا ہَے
اُسے دیکھے زمانہ ہو گیا ہَے

خلُوص دِل سے جو ہم نے کیا تھا
وُہ سجدہ آستانہ ہو گیا ہَے

چھڑا تھا سرسری مذکور اُس کا
فسانہ در فسانہ ہو گیا ہے

مسرّت خیز تھیں جِس کی اَدائیں
وُہ دل غم کا نشانہ ہو گیا ہے

مزاج اُس کا جو آئے پُوچھنے ہَم
یہ مِلنے کا بہانہ ہو گیا ہے

☆

مسافر کی جہاں بھی رات گزری
وُہی اُس کا ٹھِکانہ ہو گیا ہے

قدم رکھّے ہَیں جب سے ہم نے اِس میں
قفس بھی آشیانہ ہو گیا ہَے

چھُوا ہَے جس نے اُن شیریں لبوں کو
وُہ نوحہ بھی ترانہ ہو گیا ہَے

کبھی ہَم جذب تھے اُک دُوسرے میں
اِسے اَب اِک زمانہ ہو گیا ہَے

اُسے ہم سے مِلائے عرشؔ کوئی
وُہ غم جو بے ٹھِکانہ ہو گیا ہَے



کبھی چراغ کی صُورت جلو گے ساتھ مِرے
تمہیں کہو کہ کہاں تک چلو گے ساتھ مِرے

سمجھ سکو گے نشیب و فرازِ ہستی کو
جو حادثات کی زَد مَیں پلو گے ساتھ مِرے

وفا کی راہ میں تُم میرے ہم سفر نہ بنو
کٹھن ہے راہ یہ کب تک چلو گے ساتھ مِرے

پتہ چلے گا تمہیں جلنا کِتنا مُشکل ہے
جو دوسروں کے غموں میں جلو گے ساتھ مِرے

کڑے سفر میں کوئی کب شریک ہوتا ہے
مَیں اِتنا کِس سے کہوں تُم چلو گے ساتھ مِرے

نہ سہہ سکو گے تمازت مِرے اصُولوں کی
تمام زندگی ناحق جلو گے ساتھ مِرے

ہُوں ایک رُوح مَیں کوئی نہیں مِری منزل
یہ بات سوچ لو کِتنا چلو گے ساتھ مِرے

رہے خیال کہ اَپنا وجُود کھو دو گے
جو تُم بھی شمع کی صُورت جَلو گے ساتھ مِرے

مِلے گا جو بھی وُہی طنز سے نوازے گا
یہ گرد چہرے پہ تُم بھی ملو گے ساتھ مِرے؟

جنابِ عرش سے ملنے کی کب سے حسرت ہَے
مُجھے تو مِلنا ہَے تُم بھی چلو گے ساتھ مِرے



لب پہ ہنسی دل میں غم ہوں گے
ایسے لوگ بہت کم ہوں گے

کیونکر ہنگامے کم ہوں گے
جس محفل میں بھی ہم ہوں گے

اِس سے بڑھے گی اور محبّت
آپ جو ہم سے برہم ہوں گے

دل تو ہے اک تپتا صحرا
ظاہر میں ہم شبنم ہوں گے

کون کرے گا قدر وفا کی
ایسے حادثے اب کم ہوں گے

وُہ بھی خُوب زمانہ ہو گا
جب نہ زمانے میں ہم ہوں گے

جس کا کوئی نام نہیں ہے
کُچھ تو ایسے بھی غم ہوں گے

جانتا ہُوں مَیں اہلِ زمانہ
سچ کہنے پَر برہَم ہوں گے

عرشؔ اِتنا آرام مِلے گا
جتنے بھی رِشتے کم ہوں گے



یہ طبیعت اِس طرح پہلے تو گبھرائی نہ تھی
کون سا لمحہ تھا جس میں اُس کی یاد آئی نہ تھی

جس نے دل کی آرزُوؤں کو کیا بیدار سا
آپ کی یادوں کی آہٹ تھی وُہ پُروائی نہ تھی

ہَر قدم پر حادثے تھے خیر مقدم کے لئے
زندگی میں کسی جگہ میری پذیرائی نہ تھی

عمر بھر کرتا رہا جو دُوسروں پر تبصرے
اُس کو کیا اپنی کوئی خامی نظر آئی نہ تھی

کِس قدر نادم ہُوئے اپنی وفاؤں کے طُفیل
کیا کہیں ہَم نے شکست ایسی کبھی کھائی نہ تھی

مَوجِ طُوفاں سے رہا اِس کا برابر سامنا
ناوٗ جب تک حلقۂ گرداب تک آئی نہ تھی

کیا قصُور اُس کا نہیں تھے ہم اگر اہلِ نظر
اُس کے جلووں کی کہاں پر بزم آرائی نہ تھی

اَب مَیں اپنی ذات سے بھی خوف سا کھاتا ہُوں عرشؔ
اس سے پہلے بھی تھی لیکن اتنی تنہائی نہ تھی



یادِ ماضی کا بِکھرتا سا دھُواں لے کے چلیں
ہم پریشاں ہَیں کہاں بارِ گراں لے کے چلیں

ہم سے ممکن نہیں یہ بارِ گراں لے کے چلیں
لوگ ہر گام پہ سَو وہم و گُماں لے کے چلیں

اہلِ محفل تو اُڑائیں گے بَہر طَور مذاق
اُس کی محفل میں کہاں دردِ نہاں لے کے چلیں

دیر و کعبہ ہی نہ میخانہ اِسے راس آیا
ایسی صُورت ہو تو پھر دِل کو کہاں لے کے چلیں

اپنا انداز یہی روزِ ازل سے ٹھہرا
جب چلیں ساتھ محبّت کا جہاں لے کے چلیں

دُور تک بکھری ہُوئی راکھ ہے ارمانوں کی
زندگی! تُو ہی بتا تُجھ کو کہاں لے کے چلیں

شہر اُس کا نئی تہذیب کا مرکز ہی سہی
ہم بھی مِٹتی ہُوئی قدروں کے نِشاں لے کے چلیں

عرشؔ وُہ پُوچھ نہ بیٹھے کہیں کیا لائے ہو
نذر کرنے کے لئے ہم دل و جاں لے کے چلیں



اہلِ دِل سَب ہَیں مگر حوصلے والے کم ہَیں
جو رہِ حق میں مِٹیں اَیسے جیالے کم ہَیں

مسجدیں کم ہَیں نہ دُنیا میں شِوالے کم ہَیں
اُس کے بندوں کو مگر چاہنے والے کم ہَیں

آج کے دور میں انساں کو ہَیں جو گھیرے ہُوئے
اُن اندھیروں کے تناسب سے اُجالے کم ہَیں

ہم نے جی بھر کے ابھی آپ کو دیکھا ہی نہیں
دل کے ارمان ابھی ہم نے نِکالے کم ہیں

زندگی جن سے نکھرتی ہے گُلِ تر کی طرح
ایسی قدروں کو یہاں چاہنے والے کم ہیں

صرف آدابِ محبّت سے نہیں ہم واقِف
شُکر ہے اُس نے ابھی نقص نکالے کم ہیں

ہم بہر طَور سمجھتے ہیں مصائب کا مزاج
ہم مصائب سے مگر ٹُوٹنے والے کم ہیں

لوگ پہلے بھی وفا کے لئے مِٹ جاتے تھے
داستانوں میں مگر ایسے حوالے کم ہیں

دل میں کیوں بادہ و ساغر کی تمنّا اے عرشؔ
اُس کی آنکھوں کے چھلکتے ہُوئے پیالے کم ہیں؟



ناحق اِس پر ہنسا ناحق رونا ہَے
وُہ ہو کر رہتا ہَے جو بھی ہونا ہَے

رونے والو مُستقبل کی فکر کرو
گُزرے لمحوں کو کب تک یُوں رونا ہَے

ذہن ونظر دن رات پریشاں رہتے ہَیں
ایسے میں کیا جاگنا ہَے کیا سونا ہَے

صُورتِ حال ہو بہتر یہ امکان نہیں
اِس کے لئے بے سُود پریشاں ہونا ہَے

قربُت کا وُہ لمحہ جس میں ہم بچھڑے
اُس لمحے کی خاطر برسوں رونا ہے

اِک دِن اُجڑ کے رہ جائے گی یہ محفل
اک دِن سب کو گھر سے بے گھر ہونا ہے

فنکاروں کو سُود و زیاں سے کیا مطلب
فنکاروں نے کیا پانا کیا کھونا ہے

اَب تو رو رو کر بھی آنکھیں خشک ہُوئیں
دُنیا کے حالات پہ کِتنا رونا ہے

اِس میں نہیں ہے کوئی غلط فہمی اے عرشؔ
وُہی کاٹنا ہے ہم نے جو بونا ہے



یہ احساس ہو میرا ہے ہمدرد کوئی
کاش مجھے مل جائے ایسا فرد کوئی

بڑے شوق سے ذکر ہو گزری باتوں کا
لیکن دل میں جاگ نہ جائے درد کوئی

کتنے چہرے گھوم رہے ہیں نظروں میں
کوئی مرجھایا سا ہے تو زرد کوئی

ایک ٹھکانہ ہو اس کا تو کوئی کہے
دل ٹھہرا جیسے آوارہ گرد کوئی

زخم بھی دیتے ہو نشتر بھی چلاتے ہو
کہاں ملے گا تُم جیسا ہمدرد کوئی

اُس کو کیا معلوم کہ اُس کی باتوں پر
رہ جاتا ہے بھر کے آہیں سرد کوئی

کتنے غم آواز لگاتے رہتے ہیں
دُنیا میں میرا بھی ہے ہمدرد کوئی

جینا ہو تو اِس کے لئے یہ لازم ہے
صاف کرے چہرے سے غم کی گرد کوئی

عرشؔ اُڑاتا رہتا ہے جو میرا مذاق
ظاہر ہے ہو گا میرا ہمدرد کوئی



پھر سے دل کھِل جائے اَیسی کوئی بھی صُورت نہیں
وُہ کہیں مِل جائے اَیسی کوئی بھی صُورت نہیں

آرزوؤں کی جو بَستی چھوڑ کر آیا ہُوں مَیں
اَب اُدھر دِل جائے ایسی کوئی بھی صُورت نہیں

کر رہا ہُوں مُدّتوں سے آپ خُود اپنی تلاش
اِس پہ تُو مِل جائے ایسی کوئی بھی صُورت نہیں

اس قدر بے رہ رَوی میں مست ہے ہر راہ رَو
سُوئے منزِل جائے ایسی کوئی بھی صُورت نہیں

دل کہ اَب شام وسحر رہتا ہے اکثر بے قرار
کچھ سکوں مِل جائے ایسی کوئی بھی صُورت نہیں

ہونٹ سِل سکتے ہیں یہ تسلیم ہے مُجھ کو مگر
چاکِ دل سِل جائے ایسی کوئی بھی صُورت نہیں

بڑھ چُکی ہیں اِس قدر کُچھ دو دلوں کی دُوریاں
دل سے دل مِل جائے ایسی کوئی بھی صُورت نہیں

عرشؔ جو بادِ صبا کے فیض سے مُرجھا گئی
وُہ کلی کِھل جائے ایسی کوئی بھی صُورت نہیں



اُبھر آئیں کِسی کے حُسن کی پَرچھائیاں کِتنی
نِگاہ پُرفسُوں میں جذب ہَیں رعنائیاں کِتنی

کلامِ مُعتبر سے کم نہیں نظروں کی اک جنبش
کسی کی خامشی میں ہَیں سُخن آرائیاں کِتنی

یہی لمحے ہَیں وُہ جن میں اَدب تخلیق ہوتا ہَے
کبھی تسکین کا باعث ہَیں یہ تنہائیاں کِتنی

مقام اَیسا کبھی اہلِ خرد کو مل نہیں سکتا
مگر اہلِ جنوں کے ساتھ ہَیں رُسوائیاں کِتنی

کہوں کیونکر کہ اس ناچیز پر اُن کا کرم ہَے یہ
مُجھے جاتے ہُوئے وہ دے گئے تنہائیاں کِتنی

☆

کٹے کِس رنگ میں یہ حال میرا کہہ نہیں سکتا
ابھی اس پر مِرے ماضی کی ہَیں پر چھائیاں کِتنی

کبھی ہے اُنجمن آرائیوں میں رنگِ تنہائی
کبھی تنہائی میں ہَیں اُنجمن آرائیاں کِتنی

بہُت ہی مُختلف ہے صُورتِ حالات پہلے سے
پڑی ہَیں زندگی پر وقت کی پَرچھائیاں کِتنی

ستارے، پھُول، کلیاں، اَبر، رنگ وبُو، دھنک، شبنم
نہیں کوئی وجود اُس کا مگر پرچھائیاں کِتنی

جسے کہتے ہَیں فن اے عرشؔ اک ایسا سمندر ہے
کبھی ظاہر نہیں یہ اس کی ہَیں گہرائیاں کِتنی



وُہ قطرہ ہو کے سمُندر دکھائی دیتا ہَے
بڑا عجیب سا منظر دکھائی دیتا ہَے

دھڑوں کی بھِیڑ ہَے اِنسان کے لبادے میں
نہ اِن دھڑوں پہ کوئی سر دکھائی دیتا ہَے

ہر ایک چاہتا ہَے اِس کو سنگ سار کرے
وُہ عہدِ نَو کا پیمبرؑ دکھائی دیتا ہَے

یہیں لُٹا تھا مِرا کارواں ہَے یاد مجھے
جہاں وُہ مِیل کا پتّھر دکھائی دیتا ہَے

یہی کہیں گے کہ قُدرت کا فیض ہَے اُس پر
وُہ خار ہو کے گُلِ تر دکھائی دیتا ہَے

میری حیات پر وُہ اِس طرح ہے چھایا ہُوا
اُسی کا ہر قدم پیکر دکھائی دیتا ہے

بکھر رہا ہے جو گہرا دھُوآں فضاؤں میں
کِسی کا جلتا ہُوا گھر دکھائی دیتا ہے

بے اعتنائی کا عنصر کبھی ہے نظروں میں
کبھی وفا کا وُہ پیکر دکھائی دیتا ہے

نہ کوئی ربط ہے اُس سے نہ کوئی رشتہ عرشؔ
مگر وُہ خواب میں اکثر دکھائی دیتا ہے

یہ "باختن[1]" ہے یہاں عرشؔ کا جنم تھا ہُوا
زمیں کا ٹکڑا جو بنجر دکھائی دیتا ہے

---

[1] چھمب سیکٹر سے کچھ میل دُور گاؤں۔ عرش صہبائی کے نانہال۔



اِس دُنیا میں نادان سے نادان رہے ہَیں
بے وجہ کئی لوگ پریشان رہے ہَیں

اُن کی تو ہر اک بات کا انداز الگ ہے
شائد کسی شاعر کا وُہ دیوان رہے ہَیں

تُو دیدۂ حیرت سے ہمیں دیکھ رہی ہے
اے زندگی! ہَم بھی تُجھے پہچان رہے ہَیں

ہم ہَیں کہ جو لاتے نہیں خاطر میں کسی کو
اِس پر بھی اُسے اپنا خُدا مان رہے ہَیں

خاموش رہے ہَیں میرے حالات پہ اکثر
لگتا ہَے کہ دانستہ وُہ انجان رہے ہَیں

ہم کو بھی اُنھیں لوگوں میں کر لیجئے شامل
وُہ لوگ جو ویرانے کو گھر مان رہے ہَیں

کہنے کو بہُت کچھ ہے مگر کچُھ نہ کہیں گے
اتنا ہے کہ ہم آپ کو پہچان رہے ہَیں

اُن پر ہے عیاں جذبۂ مہمان نوازی
کچھ دیر مرے دل میں وُہ مہمان رہے ہَیں

اِتنا تو کھُلے عرشؔ کہ اَیسا بھی کہا کیا
کس بات کا آخر وُہ بُرا مان رہے ہَیں



تری باتوں کے سَو انداز ٹھہرے
ترے غم بھی تبسُّم ساز ٹھہرے

اُدھر اُن کی نظر نغمہ سرا ہَے
اِدھر ہم گوش بَر آواز ٹھہرے

نہیں ہَیں اِنفرادیت کے حامِل
وُہ نغمے جو رہینِ سازِ ٹھہرے

ہُوا ہُوں اِس طرح تحلیل اُس میں
فضا میں جس طرح آواز ٹھہرے

توقّع تھی تری آمد کی جِن میں
وُہ لمحے مائِل پرواز ٹھہرے

مجھے احساس ہو تنہا نہیں مَیں
کوئی میرا بھی ہم آواز ٹھہرے

چھلک جاتے ہیں خشک آنکھوں سے اکثر
وُہ آنسو دل کے جو ہمراز ٹھہرے

کِسی کی ذات سے وابستہ ہیں جو
مجھے وُہ غم بھی وجہِ ناز ٹھہرے

کبھی فنکار کُچلے بھی گئے ہیں
کبھی یہ وقت کی آواز ٹھہرے

اُسے ملنے کی دل میں آرزُو ہے
طبیعت ہی اگر نا ساز ٹھہرے؟

نہ جانے کیوں گُریزاں ہو تُم اِن سے
یہ غم تو زندگی کا ساز ٹھہرے

زُباں خاموش سی ہے عرشؔ اُن کی
نگاہوں میں ہزاروں راز ٹھہرے



غلط فہمی کا جب دل میں گُماں سا پھیل جاتا ہے
فضائے ذہن میں اکثر دُھوآں سا پھیل جاتا ہے

جہاں بھی آگ جلتی ہے دھُوآں سا پھیل جاتا ہے
کوئی بھی زخم ہو اُس کا نشاں سا پھیل جاتا ہے

نہیں محدُود رہتا سلسلہ یہ آرزوؤں کا
نگاہِ شوق میں اک کارواں سا پھیل جاتا ہے

کوئی تقریب ہو شعر و ادب سے لاکھ وابستہ
مگر اس پر سِیاست کا دھوآں سا پھیل جاتا ہے

جِسے اہلِ زمانہ کوئی بھی وقعت نہیں دیتے
کبھی وُہ بن کے گردِ کارواں سا پھیل جاتا ہے

وُہ بچھڑے تو نگاہیں ڈھونڈتی ہیں آسمانوں میں
خلا کی وسُعتوں میں اک جہاں سا پھیل جاتا ہے

کبھی تو اختلافِ باہمی کی حد نہیں رہتی
نظر کے سامنے اک آسماں سا پھیل جاتا ہے

چمک اُٹھتا ہے اِس کی روشنی سے دل کا ہر گوشہ
کسی کا ذکرِ حُسنِ کہکشاں سا پھیل جاتا ہے

زمانہ ساز لوگوں سے مَیں جب بھی عرشؔ ملتا ہُوں
تو دل میں خدشہ سُود و زیاں سا پھیل جاتا ہے



نظر نظروں سے ٹکرائی بھی ہو گی
کبھی اس دل پہ بن آئی بھی ہو گی

یہ حق گوئی کی عادت خُوب لیکن
مگر دُنیا میں رُسوائی بھی ہو گی

غموں کے ابتدائی مرحلوں میں
طبیعت غم سے گبھرائی بھی ہو گی

جو کشتی رُو بہ رُو گرداب کے ہے
وُہ طُوفانوں سے ٹکرائی بھی ہو گی

نہ تنہا ہوں گے راہِ شوق میں ہم
تری یادوں کی پُروائی بھی ہو گی

تھا اندازِ صبا سے صاف ظاہر
کوئی پیغام یہ لائی بھی ہو گی

غمِ دِل شوق سے مُجھ کو عطا کر
غمِ دل کی پذیرائی بھی ہو گی؟

کِسی کے قُرب میں سوچا نہیں تھا
کبھی جاں سوز تنہائی بھی ہو گی

غمِ جاناں، غمِ دوراں، غمِ دل
کبھی یُوں بزمِ آرائی بھی ہو گی

جہاں بھی جائیں گے ہم زندگی میں
ہمارے ساتھ رُسوائی بھی ہو گی

دلِ مَغموم کچھ بشاش سا ہَے
کوئی اُمید بَر آئی بھی ہو گی

نہیں ہَیں عرش آساں اِس کی راہیں
جنوں میں دشت پیمائی بھی ہو گی



نگاہِ شوق کی پرچھائیاں ہیں
فضا میں دُور تک رعنائیاں ہیں

کوئی مُشکل نہیں ہے اُس کو پانا
مگر راہوں میں سو کٹھنائیاں ہیں

اِسی سے ہے توازن زندگی میں
کہیں نالے کہیں شہنائیاں ہیں

ہیں دل میں جس قدر بھی آرزُوئیں
بڑی مبہم سی یہ پرچھائیاں ہیں

مُسلسل غم ہی غم ہَیں زندگی میں
زمانے کی کرم فرمائیاں ہَیں

حقیقت میں ہَے منظر خاروخس کا
بہ ظاہر گو چمن آرائیاں ہَیں

بڑی مُدّت میں یہ احساس جاگا
کسی کا قُرب بھی تنہائیاں ہَیں

مرے لَب پر ہَے اظہارِ تمّنا
یہ اُس کی حوصلہ اَفزائیاں ہَیں

تری دُنیا کہ ہنگاموں کا مرکز
مری دُنیا فقط تنہائیاں ہَیں

طبیعت مضمحل رہتی ہَے اکثر
کہوں کِس کی کرم فرمائیاں ہَیں

☆

مری تقدیر میں رُسوائیاں تھیں
مری تقدیر میں رُسوائیاں ہَیں

اِسے بے شک تغیّر نام دیں ہم
مگر یہ وقت کی انگڑائیاں ہَیں

وُہ کیسا ہَے یہ ثابت ہوگا مِل کر
ابھی دل کی خیال آرائیاں ہَیں

جنابِ عرشؔ سے بَس اِتنا پُوچھیں
عزیزانِ کو یہ کیوں تنہائیاں ہَیں



غموں کی یورشوں میں مُسکرانے والا ہے
دلِ حزیں یہ کرشمہ دکھانے والا ہے

جدھر بھی دیکھئے بکھری ہے گہری خاموشی
چلو چلیں کوئی طوفان آنے والا ہے

یہی خیال ہے سب کا ہے کس قدر نازک
مگر یہ دل کئی صدمے اُٹھانے والا ہے

سُنے گا جو بھی وُہی اِس کو اپنا سمجھے گا
وُہ اس ادا سے فسانہ سُنانے والا ہے

ذرا سی دیر میں آنسو چھلکنے والے ہیں
ذرا سی دیر میں طُوفان آنے والا ہے

☆

بشر کو اپنی بھی پہچان تک نہیں ہو گی
یقین کیجئے وُہ دَور آنے والا ہَے

وُہی سفینہ کِنارے پہ جالگا آخر
جِسے سمجھتے تھے سب ڈُوب جانے والا ہَے

نہیں ہَے آج کوئی چیز اپنے مرکز پر
نظام زندگی کا ڈگمگانے والا ہَے

پنپ رہی ہَے کہیں ذہن میں کوئی سازش
گُماں گُزرتا ہَے وُہ مُسکرانے والا ہَے

حسین ربط ہَے سانسوں کا جسم سے اے عرشؔ
مگر یہ ربط کبھی ٹُوٹ جانے والا ہَے



ظُلمتِ شب میں بھی اک نُورِ سحر باقی ہے
تیری نظروں میں اگر حُسنِ نظر باقی ہے

پھُول کے رنگ کی صُورت کبھی خوشبو کی طرح
تذکرہ اُس کا بہ اندازِ دگر باقی ہے

گو بہر گام حوادِث سے ہَیں ہم اُلجھے ہُوئے
پھر بھی ہَم میں ابھی جینے کا ہُنر باقی ہے

آدمی چاند ستاروں سے پَرے جا پُہنچا
باوجود اِس کے ستاروں کا سفر باقی ہے

☆

جسم کیا رُوح بھی خاموش ہَے اِس بارے میں
طے ہُوا کِتنا سفر، کِتنا سفر باقی ہَے

رُو بہ رُو نظروں کے جاں سوز مناظر ٹھہرے
دیکھنا یہ ہَے کِسے تابِ نظر باقی ہَے

یہ تو اُس دل کو ہَے معلُوم جو غم کا ہَے اسیر
کِتنا زائل ہُوا ہَے کِتنا اثر باقی ہَے

اِس پہ بھی مِٹ نہیں سکتا کبھی بستی کا وجود
پُوری بستی میں اگر ایک بھی گھر باقی ہَے

واسطہ ہم کو پڑا کون سے ماحول سے عرشؔ
ہر کسی دل میں اک انجانہ سا ڈر باقی ہَے



زندگی کیا ہے غمِ شام و سحر میں رہیئے
کھوئے کھوئے سے خیالوں کے بھنور میں رہیئے

دل میں رہیے کہ مرے دیدۂ تر میں رہیئے
دونوں گھر آپ کے ٹھہرے کسی گھر میں رہیئے

دیر پا کوئی نہیں ہے وُہ مسرّت ہو کہ غم
اِک تذبذب میں ہے دل کِس کے اثر میں رہیئے

زندگی تجُربوں سے اور نکھر جاتی ہے
اِس لئے عین ضروری ہے سفر میں رہیئے

مُجھ کو دُوری کا کِسی طرح بھی احساس نہ ہو
یہ تمنّا ہے مرے قلب و نظر میں رہیئے

☆

آپ زندہ ہَیں یہ احساس دِلانے کے لئے
کوئی صُورت بھی ہو ہَر تازہ خبر میں رہیئے

آپ کو علم ہو جینے کا ہَے یہ بھی انداز
اشک بن کر کبھی اِس دیدۂ تر میں رہیئے

دیکھنا چاہیں اگر لطفِ سفر چیز ہَے کیا
ہم سفر بن کے مرے ساتھ سفر میں رہیئے

دل کو جب اس کا یقیں ہَے وُہ ضرور آئے گا
منتظر اُس کے کِسی راہ گُزر میں رہیئے

عرشؔ پُوچھے جو کوئی مِل نہ سکے کوئی سُراغ
شہر سے دُور کہیں ایسے کھنڈر میں رہیئے



وجوّد اپنا مٹانا چاہتا ہُوں
مَیں اپنا راز پانا چاہتا ہُوں

برابر یاد آتے جا رہے ہَیں
مَیں جن کو بھُول جانا چاہتا ہُوں

اجازت دے اگر یہ زندگی تو
ذرا سا مُسکرانا چاہتا ہُوں

تُجھے شاید نہیں احساس اِس کا
میں تُجھ میں خُود کو پانا چاہتا ہُوں

بکھر جاؤں کسی ذّرے کی صوَرت
کُچھ اِتنا ٹُوٹ جانا چاہتا ہُوں

جو دل کی بے قراری کا ہے باعث
اُسے دل میں بَسانا چاہتا ہُوں

مری نادانیوں کی انتہا ہے
تُجھے تُجھ سے چُرانا چاہتا ہُوں

جسے درکار ہو آواز دے وُہ
متاعِ غم لُٹانا چاہتا ہُوں

اُسے اہلِ زمانہ جانتے ہَیں
جِسے دل میں چھُپانا چاہتَا ہُوں

وقارِ زندگی تھا عرشؔ جن سے
وُہ قدریں ڈُھونڈ لانا چاہتا ہُوں



جو گُمنامی کے پَردوں میں رہی ہَیں
ہزاروں داستانیں اَن کہی ہیں

مرا مذہب ہے ہر مذہب سے افضل
اِسی پر خُون کی ندیاں بہی ہیں

کوئی تو راز ہو گا اِس ہنسی میں
جو کلیاں دیر تک ہنستی رہی ہَیں

مصائب آزما تُم بھی رہے ہو
مگر جو سختیاں ہم نے سہی ہَیں

نہ کہہ پائی زباں جو مصلحت سے
وُہ سب باتیں نگاہوں نے کہی ہَیں

جنھیں نادانیاں تُم کہہ رہے ہو
حقیقت میں وُہ وجہِ آگہی ہَیں

ہَے کِتنا حوصلہ اُن کشتیوں کا
جو طُوفانوں کے دھارے میں بہی ہَیں

زباں کی بات کا موضوع الگ ہے
نگاہیں اور ہی کچھ کہہ رہی ہَیں

نہ مل پائے اگر ہم عرشؔ خُود سے
کئی مجبُوریاں حائل رہی ہَیں



نہیں پہلے سے وُہ جذبات میرے
ہَیں کتنے مُنتشر حالات میرے

الگ تھی مجھ سے ہر اک سوچ اُن کی
وُہ چل پاتے کہاں تک سات میرے

خزاں سے پُوچھتی ہے شاخِ لرزاں
اُڑائے کِس نے ہَیں یہ پات میرے

بھلا دوُں کِس طرح ماضی کی یادیں
یہ سائے کی طرح ہَیں سات میرے

نہیں کہنا تھا جو وُہ کہہ گیا ہُوں
مرے بس میں نہیں جذبات میرے

بدل ہی جائے گا ماحول میرا
بدل ہی جائیں گے حالات میرے

خیال آیا یہ کتنی بار دل میں
تری آواز ہو، نغمات میرے

جنھیں دعویٰ تھا میرے ہم سفر ہَیں
وُہ چلتے دو قدم تو سات میرے

کِسی کا قرُب بھی حاصل نہیں تھا
مگر کٹ ہی گئے لمحات میرے

ترقّی کا وُہی اک شور برپا
وہی پچھڑے ہُوئے دیہات میرے

نہ ہوگا نام تک مہر و وفا کا
یقیناً ہوں گے سچ خدشات میرے

اُسے مجُھ سے نہیں کوئی شکایت
سمجھتا ہو گا وُہ حالات میرے

مَیں عرشؔ اُن کا بھی ممنونِ کرم ہُوں
جو دُشمن بن گئے بے بات میرے



مرے بزرگ مرے دستگیر چھوڑ گئے
بَنا کے رسموں کا مُجھ کو اسیر چھوڑ گئے

سُنا ہَے آج بھی حسرت سے راہ تکتی ہَیں
وُہ بستیاں جنھیں ہم سے فقیر چھوڑ گئے

جو زندگی کی حسیں رہگذر کی صُورت ہے
وُہ مسکرا کے اک ایسی لکیر چھوڑ گئے

ہَے قید و بند کا یہ اہتمام خُوب مگر
اگر قفس کو قفس کے اسیر چھوڑ گئے؟

رہِ عدم میں اُنھیں ہم کہاں تلاش کریں
نِشان تک نہ کوئی راہ گیر چھوڑ گئے

مری حیات کو یکسر جو کر گئی تقسیم
بچھڑنے والے یہ کیسی لکیر چھوڑ گئے

مرے مزاج سے تھا مختلف مزاج اُن کا
یہی سبب ہے مجھے راہ گیر چھوڑ گئے

وفا کے واسطے جینا بھی اور مرنا بھی
یہی پیام وفا کے سفیر چھوڑ گئے

وَہیں پہ کارواں اَٹکا ہُوا ہے مُدّت سے
جہاں بھی کارواں کو اس کے مِیر چھوڑ گئے

اُنھوں نے دُوسروں کو راہ کیا دکھانی تھی
جو ہر قدم پہ دھُوئیں کی لکیر چھوڑ گئے

ہزار فکر سے پیہم اِسے نوازا عرشؔ
کبھی وہ دل میں غمِ دل پذیر چھوڑ گئے



رُو بہ رُو اُن کے بادِ صبا کُچھ نہیں
اُس نظر کے اِشاروں میں کیا کُچھ نہیں

جو بھی لمحہ ہے تپتی ہُوئی ریت ہے
زندگی کربَلا کے سِوا کُچھ نہیں

ہر نظر اُن کی ڈھاتی رہی ہے ستم
ایسے چُپ ہیں وُہ جیسے ہُوا کُچھ نہیں

زندگی پر بھروسہ نہ کرنا بہُت
یہ طِلسمی اَدا کے سِوا کُچھ نہیں

میری تنقید پھر آپ کی ذات پر
حَق تو یہ ہے کہ اَیسا ہُوا کُچھ نہیں

زندگی مُجھ کو لائی یہ کِس موڑ پر
اَب خیالوں میں اُن کے سِوا کُچھ نہیں

میکدے میں ہَم آئے تو ثابت ہُوا
دیَر و کعبہ کی آب و ہَوا کُچھ نہیں

ہَر گھڑی اک نہ اک فکر میں مُبتلا
دل غمِ لا دَوا کے سِوا کُچھ نہیں

زندگی کے فسانے کا مذکُور کیا
ابتدا ہو تو ہو انتہا کُچھ نہیں

کیا کشش آپ کو کھینچ لائی یہاں
اِس خرابے میں میرے سوا کُچھ نہیں

زندگی مُجھ سے کوئی توقّع نہ کر
اَب مرے پاس غم کے سِوا کُچھ نہیں

عرشؔ وُہ جو سزا دے اُسے جھیلنا
یہ نہ کہنا کہ میری خطا کُچھ نہیں



اَجنبی سا نگر بھی پڑتا ہَے
راہ میں اُس کا گھر بھی پڑتا ہَے

جو بھی حالات ہوں مگر اِن پر
عکسِ شام و سحر بھی پڑتا ہَے

تلخ لہجہ سے لازمی ہَے گُریز
اس کا منفی اثر بھی پڑتا ہَے

مِل ہی جائیں گے ہَم کہیں نہ کہیں
زندگی میں سفر بھی پڑتا ہَے

جلوے بکھرے ہَیں چار سُو جس کے
کیا کہیں وُہ نظر بھی پڑتا ہَے؟

اور بھی مرحلے ہَیں ساحل تک
راستے میں بھنور بھی پڑتا ہَے

اُس کو دل میں اگر تلاش کریں
یہ سفر مختصر بھی پڑتا ہَے

گُفتگو کا اگر سلیقہ ہو
دُوسروں پر اثر بھی پڑتا ہَے

یاد آتی ہَے اُس کی جب اے عرشؔ
قہر یہ ٹُوٹ کر بھی پڑتا ہَے



دیکھئے کب یہ بُجھے شمع جلے دیر ہُوئی
جسم پر زندگی کی راکھ مَلے دیر ہُوئی

وُہی حالات کی گردش وُہی دہشت گردی
کاش تھم جائے کہ یہ دَور چلے دیر ہُوئی

اُس کے قدموں کی کہیں دُور تک آہٹ بھی نہیں
انتظار اَب بھی ہے گو رات ڈھلے دیر ہُوئی

غم و آلام سے شائد کہیں اُلجھا ہوگا
کارواں دل کی اُمیدوں کا چلے دیر ہُوئی

مختلف پہلے سے ہے کِس قدر اَب اس کا مزاج
زندگی درد کے سانچے میں ڈھلے دیر ہُوئی

اَب یہ ممکن ہی نہیں خُود کو وُہ پہچان سکے
اُس کو چہرے پہ کئی رنگ مَلے دیر ہُوئی

کِس سے پوچھُوں کہ مُجھے جانا ہے کِس بستی میں
یاد آتا ہے مُجھے گھر سے چلے دیر ہُوئی

دل میں اک ایسی کسک جس کا کوئی نام نہیں
زندگی میں یہ نئی شمع جلے دیر ہُوئی

عرشؔ وُہ جب بھی مِلا اُس سے یہ ہم کہہ نہ سکے
دل میں انجانا سا اک درد پلے دیر ہُوئی



کِتنے طُوفان سر سے گُزرے ہَیں
سب کے سب بے اثر سے گُزرے ہَیں

اک حسیں رہگُزر سے گُزرے ہَیں
ہم غمِ مُعتبر سے گُزرے ہَیں

اک سُہانے سفر سے گُزرے ہَیں
اشک جو چشمِ تر سے گُزرے ہَیں

ہم سے پُوچھو یہ زندگی کیا ہَے
ہم وفا کی ڈگر سے گُزرے ہَیں

دیکھ کر جن کو رُوح کانپ اُٹھے
وُہ مناظر نظر سے گزرے ہیں

ہر کسی کی نگاہ تھی ہم پر
جب بھی اُس کے نگر سے گزرے ہیں

ذرّے ذرّے میں اُس کا پَرتو ہے
ہم یہ کِس رہگُزر سے گزرے ہیں

اُس کی قربت میں جانفزا لمحے
کِسقدر مختصر سے گزرے ہیں

عرشؔ منزل رسی کی خاطر ہم
ہر رَہِ پُر خطر سے گزرے ہیں



دردوغم میں بھی نغمہ خواں رہیۓ
کوئی موسم ہو گُلفشاں رہیۓ

ہم اِسے بھی سمجھتے ہَیں اعزاز
یاد رکھیۓ ہمیں جہاں رہیۓ

راہ میں مُشکلیں بھی آئیں گی
سُوۓ منزل مگر رَواں رہیۓ

یاد کرتے رہیں برابر لوگ
زندگی میں جہاں جہاں رہیۓ

سب کے ہونٹوں پہ ذکر ہو اِس کا
بَن کے اک ایسی داستاں رہیئے

غم حقیقت ہے اک مگر پھر بھی
بے نیازِ غمِ جہاں رہیئے

اِس کو عادت نہیں منانے کی
زندگی سے نہ بدگماں رہیئے

کارواں میں شریک ہوں جب بھی
صُورتِ میر کارواں رہیئے

عرشؔ یہ وقت کا تقاضا ہے
بازُباں ہو کے بے زُباں رہیئے



اسقدر کیوں ہَیں بدگُماں کہیئے
بات گزری ہے کیا گراں کہیئے

ہَم کئی مرحلوں سے گُزرے ہَیں
اور کِتنے ہَیں امتحاں کہیئے

کِس کے باعث ہُوئی یہ زہر آلُود
کیُوں فَضا ہَے دُھوآں دُھوآں کہیئے

کَون ہَے جس نے دل دُکھایا ہے
کَون ہَے ایسا مہرباں کہیئے

دل بہُت چاہتا ہَے مِلنے کو
اَب مُلاقات ہو کہاں کہیئے

☆

میں بَرابر ہُوں گوش بَر آواز
جو بھی کہنے کو ہے زباں کہیئے

کِس کی آواز کا ہَے یہ جادُو
کَون کافر ہَے نغمہ خواں کہیئے

جذب ہَیں اِس میں ظُلمتیں دل کی
ہَر نظر اُس کی کہکشاں کہیئے

کَون دل کی زُباں سمجھتا ہَے
کِس سے اب دل کی داستاں کہیئے

عرشؔ یہ دَورِ مصلحت ٹھہرا
جو ملے اُس کو مہرباں کہیئے



اُدھر ہر رنگ میں دل شاد کوئی
اِدھر ہے دل شکن رُوداد کوئی

ہُوئی اُس بات کی تشہیر کِتنی
نہیں جس بات کی بُنیاد کوئی

غنیمت ہے مری بربادیوں کی
برابر دے رہا ہے داد کوئی

خیال اُس کا کبھی آیا نہ برسوں
کبھی تا دیر آیا یاد کوئی

☆

وُہ اَندر سے بُہت بکھرا ہُوا ہے
بظاہر کِسقدر ہے شاد کوئی

جِسے ٹھُکرا دیا ہے زندگی نے
کہاں پھر ہو سکا آباد کوئی

مَیں بے مصرف سی گردِ رہگذر ہُوں
مجھے کیونکر کرے گا یاد کوئی

ہزاروں خواہش گھیرے ہُوئے ہَیں
نہیں اِس قید سے آزاد کوئی

جنابِ عرشؔ کی آنکھوں میں آنسُو
یقیناً آ گیا ہے یاد کوئی



یہ انجامِ سفر تک آ گئے ہَیں
سفینے اَب بھنور تک آ گئے ہَیں

نہیں ہَے دُور اِن سے اِن کی منزل
جو تیری رہگُزر تک آ گئے ہَیں

مُقدّر کا کرشمہ جانیئے ہم
بھٹک کر تیرے در تک آ گئے ہَیں

تری چشمِ کرم اَب بھی ہَے غافل
مصائب اَب تو سر تک آ گئے ہَیں

بڑی حسرت تھی جن کو دیکھنے کی
وُہ منظر خُود نظر تک آ گئے ہَیں

ستارے چند لموں کے ہَیں مہماں
یہ دامانِ سحر تک آ گئے ہَیں

جو غم تھے عرش میرے دل پہ چھائے
سمٹ کر چشمِ تر تک آ گئے ہَیں



اندازِ سرخوشی سے مٹکتا ضرور ہے
غُنچہ ہر آرزُو کا چٹکتا ضرور ہے

طُوفاں کسی سفینے سے کھاتا ہے جب شکست
سر اپنا ساحلوں سے پٹکتا ضرور ہے

اُس کی نگاہِ شوق نہیں اتنی بے نیاز
دل کا مُعاملہ ہے لٹکتا ضرور ہے

دل کی فسردگی پہ نہ جا اے غمِ حیات
جب اُس کی یاد آئے چٹکتا ضرُور ہے

وُہ لفظ جس میں جذب ہو اظہارِ آرزُو
آتا ہے جب زباں پہ اٹکتا ضرُور ہے

کِس درجہ نامُراد ہے احساس کی صلیب
ہر ذی شعور اس پہ لٹکتا ضرُور ہے

ہرگز بدل نہ پائے گی اس کی سرشت عرشؔ
وُہ روڑہ بن کے رہ میں اٹکتا ضرُور ہے



ہر اک خیال دل میں کھٹکتا ضرور ہے
انسان زندگی میں بھٹکتا ضرور ہے

ممکن نہیں بھلا سکے ماضی کی تلخیاں
ہر کوئی اپنا ذہن جھٹکتا ضرور ہے

حیرت کا ہے مقام کہ دیکھا نہیں جسے
دل اُس کی آرزو میں بھٹکتا ضرور ہے

جس میں ترا خیال نہ ہو آرزو نہ ہو
وہ لمحہ زندگی میں کھٹکتا ضرور ہے

☆

انسان کوئی فیصلہ کرنے سے پیشتر
سوچوں کی وادیوں میں بھٹکتا ضرور ہے

آخر ہَم اُس کے کون ہَیں رہ رہ کے یہ سوال
کانٹا سا بن کے دل میں کھٹکتا ضرور ہے

جس دل میں بھی تلاش ہو دشتِ اُمید کی
صحرائے یاس میں وُہ بھٹکتا ضرور ہے

اے عرشؔ زندگی میں ہو جس کا کوئی اصُول
وُہ شخص ہر نظر میں کھٹکتا ضرور ہے



مری دُنیا مری آواز ہَے وُہ
مری رگ رگ میں نغمہ ساز ہَے وُہ

زمانے کی ہو بے شک رائے کُچھ بھی
مگر مُجھ کو تو وجہِ ناز ہَے وُہ

بغیر اُس کے میں ٹھہرا نا مکمّل
کہ اس افسانے کا آغاز ہَے وُہ

ازل سے ہَم میں ہَے اک ربط باہم
میں نغمہ ہُوں اگر تو ساز ہَے وُہ

کبھی دُنیا کے ہنگاموں کا مرکز
کبھی صحرا کی اک آواز ہَے وُہ

☆

نگاہِ شوق اُس کی مُعترف ہے
مرے جذبات کا غمّاز ہے وُہ

یہی ہے مختصر پہچان اُس کی
کہ میری رُوح کی آواز ہے وُہ

مجھے مِل کر بدل جائے گا یکسر
چلو مانا زمانہ ساز ہے وُہ

یہ لگتا ہے مرے نزدیک تر ہے
اگرچہ دُور کی آواز ہے وُہ

جنابِ عرشؔ کی فطرت یہی ہے
کوئی عالم ہو خُوش انداز ہے وُہ



ہر اک منظر جہاں صحرا ہُوا ہے
یہ کس منزل پہ دل ٹھہرا ہُوا ہے

وُہ رشتہ جس کی تھی بُنیاد قربُت
بچھڑ کر اور بھی گہرا ہُوا ہے

کبھی دل آرزُوں کا تھا مرکز
مگر اب درد کا صحرا ہُوا ہے

نہیں جذبات میں کوئی روانی
یہ دریا دیر سے ٹھہرا ہُوا ہے

کہاں ہیں آج وُہ پہلی سی قدریں
چمن یہ سر بہ سر صحرا ہُوا ہَے

بچھڑ کر مُجھ سے ہَے کِتنا پریشاں
ابھی تک موڑ پر ٹھہرا ہُوا ہَے

کبھی ہَے زندگی راحت کی وادی
کبھی یہ درد کا صحرا ہُوا ہَے

کِسی کے ذکر کا ہَے یہ کرشمہ
جو رنگِ داستاں گہرا ہُوا ہَے

چلو اے عرشؔ اُس سے پُوچھ لیں ہم
وُہ کس کے واسطے ٹھہرا ہُوا ہَے



جو ترے غم میں چُور ہوتا ہَے
اُس کو خُود پہ غرُور ہوتا ہَے

نو شگفتہ دلوں میں بھی اکثر
اک نہ اک غم ضرور ہوتا ہَے

بات جو مُسکرا کے کرتے ہو
اِس میں کِتنا سَرُور ہوتا ہَے

وُہ جھلکتا ہَے اُس کی باتوں سے
جس میں جِتنا شعُور ہوتا ہَے

☆

دل میں رہتا ہے ہر گھڑی مَوجُود
جو نگاہوں سے دُور ہوتا ہے

مُجھ سے ہرگز خفا نہیں ہے وُہ
شائبہ یہ ضرور ہوتا ہے

زندگی کو سمجھ نہیں سکتا
جو حقائق سے دُور ہوتا ہے

جس کا دل ہو ضیا محبّت کی
اُس کے چہرے پہ نُور ہوتا ہے

جو بھی ہونا ہو زندگی میں عرشؔ
حادثہ وُہ ضرور ہوتا ہے



وُہ خلوص و وفا سے عاری ہَے
اُس کا شیوہ فریب کاری ہَے

مُشکلیں بھی ہَیں راہ میں حائل
اور اپنا سفر بھی جاری ہَے

جیسے خالی مکاں کا سنّاٹا
دل پہ ایسا سکُوت طاری ہَے

ہر قدم پر حسین دھوکے ہَیں
ہر قدم پر فریب کاری ہَے

کَون پُوچھے کِسے بتائیں ہم
زندگی کِس طرح گُزاری ہَے

میری حالت پہ مُسکرا دینا
اُس کا اندازِ غم گُساری ہے

کُچھ ہے عادت فریب کھانے کی
کُچھ طبیعت میں انکساری ہے

جس کو آنا ہے آہی جائے گا
کِس لئے اتنی بے قراری ہے

مُسکراتے ہو پھُول کھِلتے ہیں
خامشی میں بھی نغمہ باری ہے

عرشؔ بے باک بھی ہے حق گو بھی
اس کی جو بات بھی ہے نیاری ہے



اِنھیں کی لَے پہ سَر دُھنتے رہے ہَیں
جو رنگیں خواب ہم بُنتے رہے ہَیں

تمھیں دیکھا نہیں تھا اس سے پہلے
تمہارا ذکر ہم سُنتے رہے ہَیں

مصائب سے ہمارا واسطہ تھا
یہ کانٹے عُمر بھر چُنتے رہے ہَیں

کبھی ممکن نہ تھی تعبیر جن کی
کُچھ ایسے خواب ہم بُنتے رہے ہَیں

مَیں اپنی داستاں کہتا رہا ہُوں
وُہ کِتنے غور سے سُنتے رہے ہَیں

اگرچہ بارِ خاطر تھیں یہ پھر بھی
تری باتوں کو ہم سُنتے رہے ہَیں

محبّت خیز تھیں وُہ داستانیں
بزرگوں سے جو ہَم سُنتے رہے ہَیں

جو میرِ کارواں سے مُختلف تھے
ہم ایسے راستے چُلتے رہے ہَیں

نہ آئے عرشؔ آنا تھا جنھوں نے
مگر ہم آہٹیں سُنتے رہے ہَیں



جو مسرّت سے ہم آغوش ہوں کم ملتے ہَیں
عام چہرے یہاں اوڑھے ہُوئے غم ملتے ہَیں

یہ گُماں ہوتا ہَے گزرے ہَیں یہاں سے ہم بھی
وادئ یاس میں کُچھ ایسے قدم ملتے ہَیں

آپ راحت کی طلب میں یہ کہاں آ پہُنچے
راہِ حق میں تو فقط رنج والم مِلتے ہَیں

سلسلہ ختم ہُوا اُن سے مُلاقاتوں کا
اَب یہ عالم ہَے کہ ہم خُود سے بھی کم ملتے ہَیں

اے غمِ زندگی! تُو نے یہ کبھی سوچا ہے
کِسقدر خندہ دلی سے تُجھے ہم ملتے ہَیں

منزلیں خود ہی چلی آتی ہیں نزدیک اُن کے
راہِ گیروں کے قدمِ سے جو قدم مِلتے ہیں

عین ممکن ہے کوئی چوٹ سی ہوں کھائے ہُوئے
جب بھی ملتے ہیں وُہ بادیدۂ نَم ملتے ہیں

لوگ مٹتے ہیں جو اخلاص و وفا کی خاطر
ڈھونڈنے پر بھی زمانے میں وہ کم مِلتے ہیں

جو مرے حالِ پریشاں پہ ہنسا کرتے تھے
اَب وہ ملتے ہیں تو بادیدۂ نم ملتے ہیں

عُمر بھر کے لئے ہو جاتا ہے وُہ گرویدۂ
زندگی میں جِسے اک بار بھی ہم ملتے ہیں

راحتیں زندگی کی جن پہ نچھاوَر ہیں عرشؔ
ہم نے دیکھا ہے کہ کُچھ ایسے بھی غم ملتے ہیں



وقت کے ساتھ یہ ٹکرا سکیں اُمید نہیں
لوگ حاصل جنھیں حالات کی تائید نہیں

اُس کی باتیں مرا موضوعِ سخُن ہیں لیکن
سرسری جائزہ ہے یہ کوئی تنقید نہیں

کونسا لمحہ ہے جب دل میں نہیں یاد تری
کونسا لمحہ ہے جب دل میں تری دید نہیں

دل کے جذبات ہیں آنکھوں سے چھلک جاتے ہیں
یہ فسانہ ہے وُہ جس کی کوئی تمہید نہیں

بدتریں وقت ہے یہ پھر بھی غنیمت جانو
اِس سے بہتر کسی ماحول کی اُمیّد نہیں

اُس پہ سو رنگ کے اِلزام ہیں عاید لیکن
آفریں پھر بھی کِسی بات کی تردید نہیں

وُہ مرقّع ہے جفاؤں کا ستم کا پیکر
اُس کی کوئی بھی ادا باعثِ تقلید نہیں

مُستحق اِس لئے ہر ایک سزا کے ٹھہرے
ہم غلط بات کی کرتے کبھی تائید نہیں

زندگی آج بھی رِستا ہُوا اک زخم ہے عرشؔ
آج بھی صُورتِ حالات پُر اُمیّد نہیں



لوگ کہتے ہَیں مگر اَیسا نہیں
چاند ہَے وُہ چاند کا ٹُکڑا نہیں

مُجھ پہ اُس کے لطُف کا سایا نہیں
مُجھ سے وُہ انجان ہو ایسا نہیں

رُوح مُجھ میں ہَے کہ میَں ہُوں رُوح میں
مُجھ سے تو یہ مسئلہ سُلجھا نہیں

سب غلط اُس کی قیاس آرائیاں
اُس نے مُجھ میں جھانک کر دیکھا نہیں

ہم سفر ہَے آفتوں کا اک ہجُوم
زندگی میں میَں کبھی تنہا نہیں

☆

اِس پہ بھی منزِل ہَے مُجھ سے دُور تر
میں کہیں بھی راہ میں ٹھہرا نہیں

ماند پڑ سکتی نہیں اُس کی چمک
روشنی ہے وُہ کوئی سایا نہیں

رُو بہ رُو اُس کے ہَے میری کیا بساط
میں ہُوں اک قطرہ کوئی دریا نہیں

مَیں پریشاں حال ہُوں میرا نصیب
آپ سے لیکن کوئی شِکوا نہیں

عرشؔ ایسا بھی ہُوا ہے بارہا
دیکھ کر بھی اُس نے جب دیکھا نہیں



خوشی ہو جو بھی کوئی اِس پہ وارتے رہیے
غمِ حیات کا چہرہ نکھارتے رہیے

کِسی کی یاد کو دل میں اُتارتے رہیے
فسردہ زندگی کو یُوں نکھارتے رہیے

نہیں ہو جن کا حقائق سے واسط کوئی
جہاں میں ایسے مسائل اُبھارتے رہیے

حسیں اداؤں سے کیف آفریں نگاہوں سے
مِلے جو شیشے میں اُس کو اُتارتے رہیے

مجھے یقین ہے اِس کا مِرا بھی ہے کوئی
کبھی کبھی مری بگڑی سنوارتے رہیے

☆

ہر ایک حال میں دل میں رہے خیال اُس کا
ہر ایک حال میں اُس کو پُکارتے رہیئے

تُمہیں ہے موج و تلاطُم کے رُو بہ رُو ہونا
بھنور میں اَپنا سفینہ اُتارتے رہیئے

یہ بات عین ضروری ہے زندگی کے لئے
نقُوش مہرو وفا کے اُبھارتے رہیئے

اِسی خیال پر ہے رُوح بھی عمل پیرا
لباس جو ہے پُرانا اُتارتے رہیئے

ہزار جیت کے آثار ہوں مگر اے عرشؔ
کسی کے واسطے دانستہ ہارتے رہیئے



رنج راحت فزا بھی ہوتا ہَے
غم ہی غم کی دَوا بھی ہوتا ہَے

بے سبب ہَیں عنائتیں اُس کی
بے سبب وُہ خفا بھی ہوتا ہَے

اہلِ دل مُسکرا سے دیتے ہَیں
درد حد سے سوا بھی ہوتا ہَے

سب پہ الزامِ بے وفائی کیوں
کوئی تو باوفا بھی ہوتا ہَے

کوئی ہوتا نہیں جو از اِس کا
وُہ کبھی یُوں خفا بھی ہوتا ہَے

تُم بھروسہ خُدا پہ کرتے ہو
ناوٗ کا ناخدا بھی ہوتا ہَے

سوز ہو تو بکھرتے ہَیں نغمے
سازِ دل بے صدا بھی ہوتا ہَے

اُس کی آنکھیں اثر جو کرتی ہَیں
یہ اثر دیر پا بھی ہوتا ہَے

آپ کی ایک مُسکراہٹ سے
زخم دل کا ہرا بھی ہوتا ہَے

وقت آتا ہَے ایک ایسا بھی
ناروا جب رَوا بھی ہوتا ہَے

دل کے صحرائے بیکراں میں عرشؔ
کوئی نغمہ سرا بھی ہوتا ہَے



مذاق اہلِ وفا کا اُڑانے لگتا ہے
ہو کوئی بات بھی وُہ مُسکرانے لگتا ہے

سفینہ زندگی کا ڈگمگانے لگتا ہے
جو تیری یاد میں دل ڈوب جانے لگتا ہے

کبھی کبھی تو وُہ مِلتا نہیں ہے برسوں تک
اگر مِلے بھی تو نظریں چُرانے لگتا ہے

میں جیسے اُس کے لئے کوئی اجنبی ٹھہرا
وُہ ہر قدم پہ مجھے آزمانے لگتا ہے

عجیب دور ہے یہ کِس سے دل کی بات کروں
جو کوئی مِلتا ہے اپنی سُنانے لگتا ہے

بھٹک سا جاتا ہُوں میں زندگی کے صحرا میں
ترا خیال جو دل کو ستانے لگتا ہے

ہزار بار ہُوا ہے کہ رہ کا ہر ذرّہ
اُسے جو دیکھتا ہے گُنگنانے لگتا ہے

سمیٹ لیتا ہے دامن میں رونقیں ساری
کبھی وُہ بزم سے جب اُٹھ کے جانے لگتا ہے

یہ حق ہے عرشؔ کی فطرت کو مَیں سمجھ نہ سکا
ہجومِ غم میں بھی وُہ مُسکرانے لگتا ہے



اُسے ہم سو طرح پہچانتے ہَیں
مگر اس پر بھی اپنا جانتے ہَیں

نہیں جس کو وفا سے کوئی نسبت
اُسی کو باوفا گردانتے ہَیں

نہ خود پر اِسقدر اِترا زمانے
تری اوقات کیا ہَے جانتے ہَیں

اُسے ڈُھونڈا بہت دیر وحرم میں
چلو اَب خاکِ صحرا چھانتے ہَیں

نِگاہیں تو مِلا اے وقت ہم سے
کہ تیری نبض ہم پہچانتے ہَیں

ہر اک نافہم ہَے اپنا مخالف
ہمیں معلوم ہَے ہم جانتے ہَیں

حقیقت میں ہَے وُہ تخلیق اپنی
جسے اپنا خُدا ہم مانتے ہَیں

بڑی ہمدرد بنتی ہے یہ دُنیا
مگر دُنیا کو ہم پہچانتے ہَیں

وُہ بگڑا ابھی تو بگڑے گا کہاں تک
وُہ دل کا نرم ہَے ہم جانتے ہَیں

اِسے ہم کرؔ گزرتے ہَیں ہمیشہ
کہ دل میں بات جو بھی ٹھانتے ہَیں

جسے کہتی ہے دُنیا شاؔذ شرقی
ہم اُس کی خوبیوں کو جانتے ہَیں

کِیا ہَے عرش کا جو ذکر تُم نے
یہ لگتا ہَے اُسے ہم جانتے ہَیں

! جناب شاؔذ شرقی بھدرواہ



جسقدر شِکوے گِلے ہَیں وُہ فراموش کریں
آیئے خود کو محبّت سے ہم آغوش کریں

حال کی تلخیوں کو ایسے فراموش کریں
دل کو گُزری ہُوئی یادوں سے ہم آغوش کریں

اِس کا جو رَدِ عمل ہو ذرا دیکھیں ہم بھی
ناگہاں اُن سے کبھی ذکرِ غمِ دوش کریں

اِک نئے دور کی بُنیاد پڑے گی اِس سے
ہم جو گُزری ہُوئی باتوں کو فراموش کریں

مسئلہ کوئی بھی ہو اَور اُلجھ جائے گا
اِس سے وابستہ حقائق کو جو رُوپوش کریں

ہر غلط بات پہ خاموش رہُوں کُچھ نہ کہوں
مجھ کو اس فرضِ مقدّس سے سُبکدوش کریں

اے غمِ زندگی! مُدّت سے ہَے رشتہ تُجھ سے
سوچتے ہَیں کہ اِسے کیسے فراموش کریں

اِس کی جو شکل ہَے کُچھ اور نکھر جائے گی
زندگی کو جو حقائق سے ہم آغوش کریں

آپ کے جلوے ضیا بار رہیں گے پھر بھی
آپ خود کو کئی پردوں میں بھی روُپوش کریں

کونسا حادثہ اِس دل پہ نہیں گزرا عرشؔ
کِس کو اَب یاد کریں کِس کو فراموش کریں



کتنا دل سوز سا منظر ہے یہ دیکھو تو سہی
میرے ویران سے دل میں کبھی جھانکو تو سہی

زندگی کیا ہے بہر طور سمجھ جاؤ گے
حسرت ویاس کے صحراؤں میں بھٹکو تو سہی

دُور رہ کر نہ کبھی تُم سے مَیں جی پاؤں گا
میرے بارے میں کبھی اس طرح سوچو تو سہی

انحصار اُس پہ ہے جس کا نہیں ایمان کوئی
وقت کیا رنگ بدلتا ہے یہ دیکھو تو سہی

دیکھنا اِس سے بھی پھُولوں کی مہک آئے گی
زندگی زخم سہی اِس کو کریدو تو سہی

☆

میری ہر سانس میں خوشبُو کی طرح بستے ہو
کیفیّت جو مرے دل کی ہے وُہ سمجھو تو سہی

اِس طرح مُجھ سے مُلاقات بھی ہو جائے گی
اپنے کھوئے ہُوئے لمحات کو ڈُھونڈو تو سہی

کِس لئے راس نہیں آئی یہ دُنیا مُجھ کو
کیوں پریشان ہُوں مُجھ سے کبھی پُوچھو تو سہی

آرزُووں کے مزاروں کے سِوا کُچھ بھی نہیں
یہ مرا دل ہے یہاں جھانک کے دیکھو تو سہی

عرشؔ انسان تو اچّھا ہے مگر حق گو ہے
میری مانو اِسے مل کر کبھی دیکھو تو سہی



دل میں ہو اگر قُرب کا ارمان ذرا سا
اِس سے ہے مُلاقات کا امکان ذرا سا

پھر روک نہ پائیں گے ہم جذبات کو ہرگز
اُمڈے گا اگر دل میں یہ طوفان ذرا سا

ہم کہہ نہیں سکتے کہ وفا کِس نے نبھائی
اے کاش سوال اور ہو آسان ذرا سا

•

نظروں سے کبھی آپ کی نظریں ہوں ہم آغوش
ہم پر یہ کبھی کیجئے احسان ذرا سا

جو راز بھی ہو کھُل کے ترے سامنے آئے
تُو زندگی کو اِس طرح پہچان ذرا سا

مانا کہ حوادث کی ہم پروا نہیں کرتے
ہو جاتا ہَے دل پھر بھی پریشان ذرا سا

ماضی کے کئی نقش اُبھر آئیں گے دل میں
ماضی پہ جو مرکوز ہُوا دھیان ذرا سا

یہ زندگی اوروں کے لئے وقف ہَے اے عرشؔ
لیکن کبھی خود پہ بھی ہو قُربان ذرا سا



سہہ پائے گا آخر غم و آزار کہاں تک
خاموش رہے گا دلِ خُود دار کہاں تک

اِس جنس کا اب کوئی طلبگار نہیں ہے
اخلاص کے ڈھُونڈو گے خریدار کہاں تک

میں گردشِ ایّام سے مانُوس بہت ہُوں
تڑپائیں گے مجھ کو غم و آزار کہاں تک

یہ عین ضروری ہے حقائق پہ نظر ہو
کھینچو گے عبث وہم کی دیوار کہاں تک

جو لوگ غلط ہَیں وُہ یہاں چھائے ہُوئے ہَیں
دُنیا سے رہُوں بر سرِ پیکار کہاں تک

یہ بات یقیں سے کبھی ہم کہہ نہیں سکتے
برہم رہے وُہ چشمِ فسُوں کار کہاں تک

کِس حال میں ہُوں مَیں کبھی خود جائیزہ لینا
کہہ پائیں گے گھر کے در و دیوار کہاں تک

یہ دیکھئے وُہ شِدّتِ جذبات میں بہہ کر
کرتے نہیں جذبات کا اظہار کہاں تک

کیا زندگی ہے جس میں نہیں کوئی بھی قدریں
ٹِک پائے گی یہ ریت کی دیوار کہاں تک

یہ بات مُناسِب ہے کہ خاموش رہیں ہم
اُلجھیں گے جہاں والوں سے بیکار کہاں تک

☆

مُدّت سے کِناروں کی نظر اس پہ لگی ہے
روکے گی مری ناؤ کو منجدھار کہاں تک

ایسا نہ ہو دَم توڑ دے یہ ذوقِ تجسّس
ڈھونڈیں گی نگاہیں تُجھے اُس پار کہاں تک

اے عرشؔ تمنّائی ہَیں جس دور کے ہم لوگ
اِس کے نہ نظر آئیں گے آثار کہاں تک



اُس سے کبھی مِلنے کی تمنّا سی رہی ہَے
گھیرے ہُوئے دل کو کوئی دُنیا سی رہی ہے

کیا اور بھی پھیلے گا زمانے میں اندھیرا
یہ شمع کی لو کِس لئے تھرّا سی رہی ہے

لگتا ہے کہ نزدیک ہے پتّھر کا زمانہ
تاریخ یہ خُود کو کہیں دوہرا سی رہی ہے

نظروں میں اُبھرنے کو مناظر ہَیں کئی اور
کُچھ دُور سے اک ایسی صدا آ سی رہی ہے

مستی میں جو ڈُوبا ہُوں تو ہے اِس کا سبب یہ
اُن آنکھوں میں بکھری ہُوئی صہبا سی رہی ہے

مُجھ کو بھی نہیں علم کہ تھی کونسی خواہش
آنکھوں میں جو بن کے کبھی سپنا سی رہی ہے

وُہ قدریں جو ہَیں پستیٔ اخلاق کا باعث
حیرت ہے کہ دُنیا اُنھیں اپنا سی رہی ہے

جو بات بھی تھی دل میں کِسی راز کی صوُرت
کیا کہیے نگاہوں سے وُہ افشا سی رہی ہے

گُزرے ہُوئے ماضی کی کوئی یاد ہے شاید
جو اِس دلِ افسردُہ کو بہلا سی رہی ہے

خُود سے کبھی فرصت میں مُلاقات ہوائے عرش
مُدّت سے مرے دل میں تمنّا سی رہی ہے



دل میں افسردگی سی رہتی ہَے
اَب طبیعت بُجھی سی رہتی ہَے

وُہ کہ دل میں ہَے ہر گھڑی موجود
پھر بھی اُس کی کمی سی رہتی ہَے

مَیں بھی اپنی وفا پہ نادِم ہُوں
وُہ نظر بھی جُھکی سی رہتی ہَے

موت سے کھیلتے ہَیں دیوانے
پھر بھی لب پہ ہنسی سی رہتی ہَے

اُس کو اک بار دیکھنے کے بعد
عُمر بھر تشنگی سی رہتی ہے

کوئی راحت بھی ہو مگر اُس میں
درد کی چاشنی سی رہتی ہے

خُود سے جب ہم کلام ہوتا ہُوں
ایک محفل جمی سی رہتی ہے

یاد آتا نہیں ہے نام اُس کا
دل میں صُورت بھلی سی رہتی ہے

جب بھی اُس سے ہو گُفتگُو اے عرشؔ
ذہن میں تازگی سی رہتی ہے



جو ساتھ ساتھ رہے ہم سفر تلاش کریں
مسرّتوں میں غمِ مُعتبر تلاش کریں

وُہ جس کا نام ہے اُس کا وجُود بھی ہوگا
مِلے گا لازماً اُس کو اگر تلاش کریں

کہاں ملیں گے زمانے میں ہم سے سادہ دل
تری جفا میں وفا کا اثر تلاش کریں

تُمہارے در پہ نہ ہم کو اگر پناہ ملے
تمہیں کہو کہ پھر ہم کِس کا در تلاش کریں

کہاں کہاں ترے جلوے نہیں ہیں رنگ فشاں
کہاں کہاں تُجھے اہلِ نظر تلاش کریں

کِسی کی پُرفسوں نظریں ہَیں اِضطراب لئے
جو دل کے زخم بھرے وُہ نظر تلاش کریں

جنابِ عرشؔ کا شاید یہیں قیام نہ ہو
کہیں پہ کوئی شکستہ سا گھر تلاش کریں



اُس کے مُقابل میَں ادنی سا لگتا ہُوں
وُہ سُورج ہَے میَں ذرّہ سا لگتا ہُوں

آنکھیں چھلک رہی ہَیں لب ہَیں سُوکھے سے
دریا ہُوں لیکن صحرا سا لگتا ہُوں

مُجھ میں جذب ہیں دُنیا بھر کے افسانے
یُوں تو کاغذ کا ٹکڑا سا لگتا ہُوں

مُجھے کہاں جانا ہَے یہ معلوم نہیں
بہتے پانی میں تنکا سا لگتا ہُوں

☆

میرے ساتھ مصائب کا ہے ایک ہجُوم
حیرت ہے پھر بھی تنہا سا لگتا ہُوں

میری عظمت میری خاموشی میں ہے
چُپ ہُوں تو ساگر گہرا سا لگتا ہُوں

اک مُدّت سے تُو جو نہیں ہے ساتھ مرے
چلتا پھرتا اک سایا سا لگتا ہُوں

میرے بارے میں کوئی بھی رائے ہو
مِلنے والوں کو اَپنا سا لگتا ہُوں

عرشؔ مُجھے اس سے ہرگز انکار نہیں
اُس کے سامنے اک ذرّہ سا لگتا ہُوں



گو رسم سہی پھر بھی نبھانے کے لئے آ
فرصت میں کبھی مِلنے مِلانے کے لئے آ

جو زخم دئے تُو نے وُہ اَب بھرنے لگے ہَیں
جذبات کو پھر ٹھیس لگانے کے لئے آ

گُزرے ہُوئے لمحات کا ماتم ہی کریں ہم
اِس رنگ میں بھی جشن منانے کے لئے آ

نظروں سے ہَے تُو دُور مگر دل کے قریں ہَے
اس دل کو یہ احساس دِلانے کے لئے آ

☆

مَیں ایک فسانہ بِلا عنوان ہُوں اَب تک
لے کر کوئی عنواؔن فسانے کے لئے آ

شاید یہ جہاں والے مُجھے بھُول چُکے ہَیں
پھر سے مجھے دیوانہ بنانے کے لئے آ

جب تُو ہی نہیں کِتنی ادھُوری مری پُوجا
مندر میں کبھی جوت جلانے کے لئے آ

کیا کیا نہ ستم ڈھائے مُجھے اپنا سمجھ کر
پھر سے کوئی احسان جتانے کے لئے آ

اے عرشؔ اُسے کِس طرح پیغام یہ پہنچے
اک بار مُجھے مُجھ سے مِلانے کے لئے آ



عقل و دانش کا نہ ہرگز چھیڑئے اب ساز اور
اور ہے دل کا تقاضا رُوح کی آواز اور

ہر کِسی کو کب مُیسّر ہے یہ طرزِ گُفتگو
آپ کا لہجہ الگ ہے آپ کا انداز اور

راہِ حق میں بڑھ گئیں کُچھ اور بھی تنہائیاں
یہ توّقع تھی مِلے گا کوئی ہم آواز اور

دل شکن کِتنے ہی ہوں بے شک خلا کے مرحلے
عزم سے بڑھتی ہے لیکن قُوّتِ پرواز اور

جس میں شامل ہو محبّت جس میں شامل ہو خلُوص
بات ایسی دل پہ ہوتی ہے اثر انداز اور

جتنی شِدّت سے دبائیں گے اِسے اہلِ جہاں
اِتنی شِدّت سے ہی اُبھرے گی مِری آواز اور

تیز تر ہو جائیں گی معصُوم دل کی دھڑکنیں
وُہ نگاہیں پھر دکھا دیں گی کوئی اعجاز اور

کٹ گئی ہے عُمر ساری ناز برداری میں عرشؔ
ہم اُٹھائیں گے کہاں تک زِندگی کے ناز اور

دوہے

کہیں پہ کانٹے پھُول ہَیں کہیں پہ چھاؤں دھُوپ
کہنے کو وُہ ایک ہے لیکن کِتنے رُوپ

گِلہ نہیں وُہ اگر کرے آنے میں تاخیر
جو دل کو پہنا گیا وعدوں کی زنجیر

ہم راحت کے لمحوں کو کرتے کہاں تلاش
اِس دل پر چھایا رہا اکثر غمِ معاش

اک پل میں مِٹ جائے گا ریت کی ہے وُہ لکیر
دُنیا میں جس شخص کا کوئی نہیں ضمیر

یہ کیسا انداز ہے یہ کیسا دستُور
جِس کو چاہا ٹُوٹ کے ہُوا وُہ اور بھی دُور

دل حیراں ہے دیکھ کے دُنیا کے یہ رنگ
ہَوا میں ڈانواڈول ہو جیسے کوئی پتنگ



عجب گھُٹن ماحول میں ذہن و نظر علیل
سوچ رہا ہُوں جِینے کی نکلے کوئی سبیل

دل میں کِتنی خواہش سب کا اپنا رنگ
دیکھئے کب تک ختم ہو اندر کی یہ جنگ

اپنی یہ پہچان ہے اِتنی سی ہے دلیل
میں اُس میں تحلیل ہُوں وُہ مُجھ میں تحلیل

اَیسا ہے ہر سانس کی بدل گئی تاثیر
مُدت میں ہم پر کھُلا غم بھی ہے اکسیر

بات بڑی دلچسپ ہے بے شک ہے یہ عجیب
غربُت ہے قائم وُہی مٹے ہیں صرف غریب

آس لگائے بیٹھے ہیں مُجھ سے کئی فقیر
کِس کِس میں تقسیم ہو غم کی یہ جاگیر



چہرے پہ پڑ مُردگی دل میں غم کی پھانس
ہم بھی کس ماحول میں لیتے رہے ہَیں سانس

موسم راحت خیز ہے رنگیں ہَیں جذبات
جب سے میرے ساتھ ہے یادوں کی بارات

کیا یہ کم ہے ہر گھڑی غم ہے دل کے پاس
آخر کوئی تو مِلا اپنا قدر شناس

دُنیا میں ایمان کا رہے نہ کوئی نِشان
ہر اک گھر میں چاہیئے ایک سیاست دان



تُم اپنا خُون دان دو، تُم اپنا خُون دان دو
تُمہارے سامنے ہَے زندگی کا امتحان دو
تُم اپنا خُون دان دو، تُم اپنا خُون دان دو

کمی نہ ہو گی خُون کی قسم یہ کھاؤ آج سے
اِسی طرح جلاؤ تُم چراغ کو چراغ سے
یہ بات ہَے بڑے پتے کی اس پہ تُم عمل کرو
تُم اپنا خُون دان دو، تُم اپنا خُون دان دو

جنھیں عزیز پھُول ہَیں جنھیں چمن عزیز ہے
خُود اپنی زندگی سے بڑھ کے یہ وطن عزیز ہے
یہ اُن کے کام آئے گا کھڑے ہَیں سرحدوں پہ جو
تُم اپنا خُون دان دو، تُم اپنا خُون دان دو

نہ ایسا ہو کہ زندگی کی آرزُو ہی چھوڑ دے
کوئی غریب خُون کی کمی سے دم نہ توڑ دے
جو فرض تُم پہ بنتا ہَے وُہ فرض تُم ادا کرو
تُم اپنا خُون دان دو، تُم اپنا خُون دان دو



رُوح میں، دل میں، نگاہوں میں اُتر جاتے ہَیں
اِک نظر میں وُہ کئی مُعجزے کر جاتے ہَیں

مُسکراتے ہُوئے وُہ جب بھی گذر جاتے ہَیں
دامنِ یاس کو اُمیّد سے بھر جاتے ہَیں

دل میں پیدا نہیں ہوتا کبھی احساسِ شکست
ہَم کہ ہَر مرحلہ غم سے گُزر جاتے ہَیں

اِس طرح ملتے ہَیں جیسے کوئی پہچان نہ ہو
اُن کے انداز دل و جاں میں اُتر جاتے ہَیں

دل میں گُزرے ہُوئے لمحات کی یاد آتے ہی
ہَم خیالات کی مانند بکھر جاتے ہَیں

کارواں زندگی کا گرمِ سفر رہتا ہَے
سینکڑوں حادثے آتے ہَیں گزر جاتے ہَیں

اُس کو رہتی ہَے فقط نِیلگُوں جھیلوں کی تلاش
اور ہم آگ کے دریا میں اُتر جاتے ہَیں

ایک سا رہتا نہیں زندگی میں جوش و خروش
وقت کے ساتھ ہی ارمان بھی مر جاتے ہَیں

عرشؔ ہَم کَون ہَیں کیا خُود سے ہَے رشتہ اپنا
کُچھ سوالات پریشان سے کر جاتے ہَیں

ایسی گزرے ہوئے لمحات کی یاد آئے گی
ہم خیالات کی راہ پر کھو جاتے ہیں

کاروان زندگی کا گزر ہو رہا ہے
کتنوں حادثے آتے ہیں گزر جاتے ہیں

اس کو رنج ہے کہ پچھلوں کیسوں کی تلاش
اور ہم آگ کے دریا میں اتر جاتے ہیں

ایک سے رہتا ہیں زندگی میں جوش و خروش
وقت کے ساتھ ہی ارمان بھی مر جاتے ہیں

ورنہ ہم کون ہیں کیا خود سے ہے رشتہ اپنا
چند سوالات پریشان سے کر جاتے ہیں

J.K. Offset Printers, Delhi-6
Phone : 011-23279852